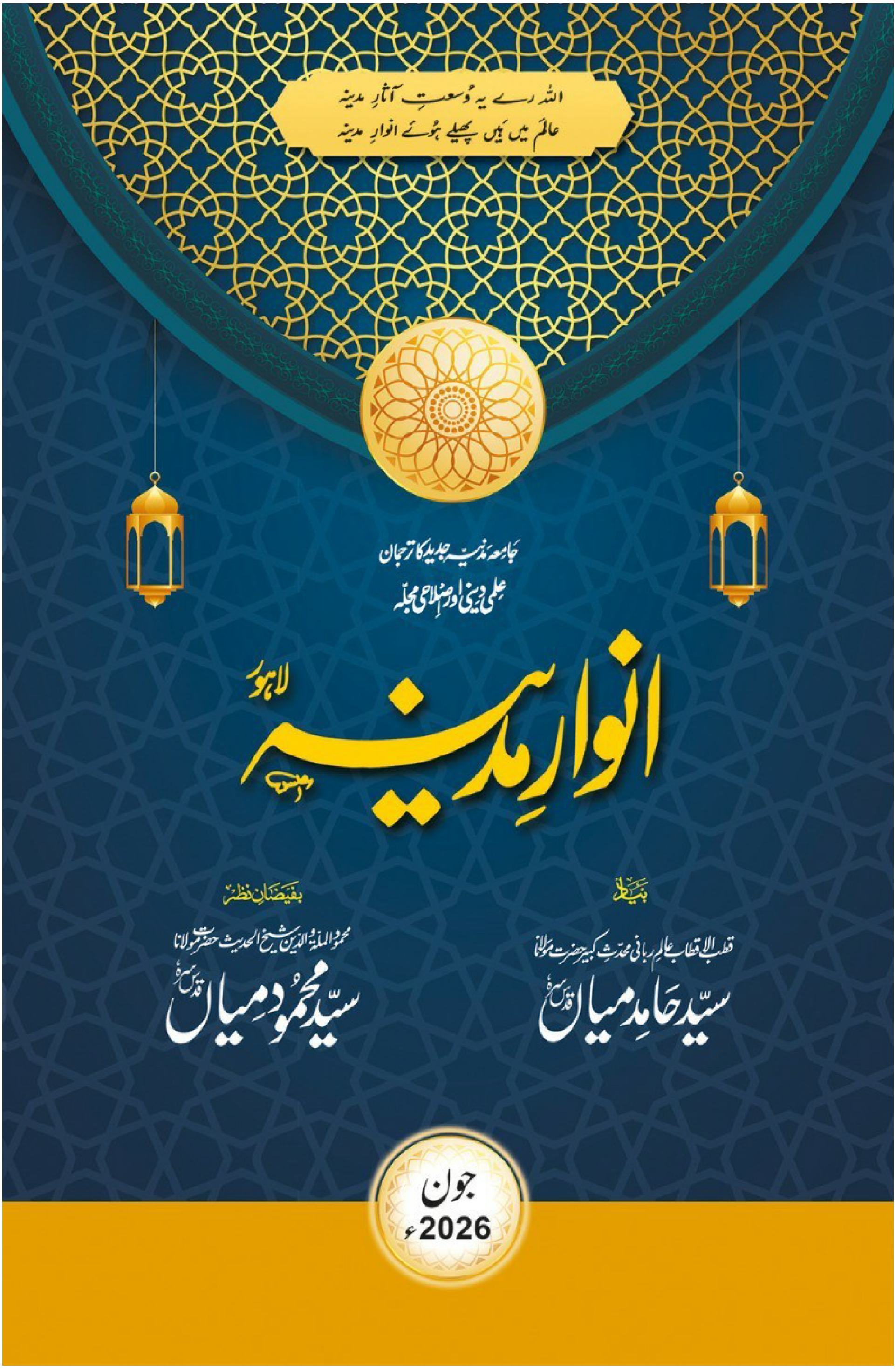
اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بانی
قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا
سیّد حامد میاں قدس سرہٗ
بفیضانِ نظر
محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا
سیّد محمود میاں قدس سرہٗ
جون
2026ء

ماہنامہ انوار مدینہ

جلد : ۳۴	ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / جون ۲۰۲۶ء	شمارہ : ٦

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ

فیضانِ نظر : محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مولانا نعیم الدین صاحب (مدیرِ اعلیٰ)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیرِ مسئول)
مولانا محمد عابد صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیرِ منتظم)

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0333 - 4249302

موبائل : 0323 - 4250027

جاز کیش نمبر : 0304 - 4587751

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب	۸
سیرتِ مبارکہ .... واقعہ اصحابِ فیل	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحب	۱۱
مقالاتِ حامدیہ .... اسلام کا اقتصادی نظام	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۲۱
خطباتِ سید محمود میاں...غزوات کیوں ہوئے ؟	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب	۳۳
ایک شعر کی تحقیق	محترم ڈاکٹر معین صاحب نظامی	۴۲
درسِ حدیث ...کسی کو اَمان دینے کا اسلامی قانون	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب	۴۴
پرہیزگار بیویاں	حضرت مولانا احمد سعید صاحب	۶۱
جامعہ مدنیہ جدید کے واجبی ماہانہ تخمینی اخراجات		۶۳
اخبار الجامعہ		۶۴
وفیات		۶۵

دعائے صحت کی اپیل

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مجاز مولانا محمد عبدالواحد خان بن محمد عبدالرحمٰن خان (بہاولپور) کے بیٹے شدید بیمار ہیں قارئین کرام سے ان کی مکمل صحت یابی کے لیے دعاءِ صحت کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرما کر صحت و سلامتی عطا فرمائے آمین !
خانقاہِ حامدیہ میں بھی صحت کے لیے خصوصی دعا کی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے !

حرفِ آغاز

آسمان سے چھوتی قیمتیں، پریشان عوام اور احساسِ ذمہ داری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

پاکستان بالخصوص ہمارے اس صوبہ پنجاب میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، پٹرول کی قیمتوں کے ہوش ربا نرخ اور بجلی کے بلوں میں ہونے والے کمر توڑ اضافہ کا مسئلہ آج صرف خبروں یا اخبارات تک محدود نہیں رہا بلکہ ہر ہر گھر، ہر ہر خاندان اور ہر ہر فرد کی زبان پر موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور ہر ایک کی زندگی کو بری طرح متاثر کر رہا ہے ! مہنگائی نے غریب اور متوسط طبقے کا جینا دوبھر کر دیا ہے، روزمرہ استعمال کی اشیاء جیسے آٹا، چینی، گھی، سبزیاں، دالیں اور ادویات کی قیمتیں مسلسل بڑھتی جا رہی ہیں ! ایک عام مزدور یا ملازم جو محدود آمدنی رکھتا ہے اس کے لیے اپنے گھر کا خرچ چلانا انتہائی مشکل ہو چکا ہے پہلے جو چیزیں آسانی سے خریدی جا سکتی تھیں آج وہ عام آدمی کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی ہیں ! !

پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کے نتائج میں سے ایک اثر یہ پڑ رہا ہے کہ جب پٹرول مہنگا ہوتا ہے تو ٹرانسپورٹ کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے، کسان اپنی فصلیں مہنگے داموں بیچنے پر مجبور ہوتے ہیں، دکاندار سامان مہنگا فروخت کرتے ہیں اس طرح عام شہری ہر طرح سے متاثر ہو رہا ہے ! یوں محسوس ہوتا ہے کہ مہنگائی کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، اسی طرح بجلی کے بلوں میں بے پناہ اضافہ عوام کے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ غریب آدمی سارا مہینہ محنت مزدوری کرتا ہے لیکن جب بجلی کا بل آتا ہے تو اس کی آدھی

یا پوری تنخواہ اسی میں چلی جاتی ہے، کئی لوگ اپنے گھروں کے ضروری اخراجات کم کر دیتے ہیں، بچوں کی ضروریات پوری نہیں کر پاتے مگر بجلی کے بھاری بل ادا کرنا پھر بھی مشکل ہو رہا ہے، یہ صورت حال نا صرف معاشی پریشانی پیدا کر رہی ہے بلکہ ذہنی دباؤ اور بے چینی میں بھی اضافہ کر رہی ہے ! !

ایک مضبوط اور خوشحال قوم وہی ہوتی ہے جہاں عوام سکون اور اطمینان کے ساتھ زندگی گزار سکیں، اگر عوام مہنگائی، بے روزگاری اور بڑھتے ہوئے اخراجات کے بوجھ تلے دب جائیں تو ملک کی ترقی کا خواب پورا نہیں ہو سکتا ! ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مہنگائی پر قابو پانے کے لیے مؤثر اقدامات کرے، پٹرول اور بجلی کی قیمتوں میں کمی لائے، ناجائز منافع خوری کو روکے اور عوام کو حقیقی ریلیف فراہم کرے !

ملک میں مہنگائی کا مسئلہ کوئی نیا نہیں، کمر توڑ مہنگائی کا راج تو ہر دور میں رہا ہے مگر حالیہ دور میں تو یہ بالکل ہی بے لگام ہو گئی ہے، مہنگائی کی شدت غیر معمولی حد تک بڑھ چکی ہے بالخصوص روزمرہ استعمال کی بنیادی اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ عوام کے لیے شدید پریشانی کا باعث بن رہا ہے ! اس صورتِ حال کا سب سے زیادہ اثر متوسط اور کم آمدنی والے طبقے پر پڑا ہے جن کی قوتِ خرید دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے ! اسلام ایک متوازن اور عادلانہ معاشرے کی تعلیم دیتا ہے جہاں حکمران اور ذمہ دارانِ امور عوام کی فلاح و بہبود کو اپنی اوّلین ذمہ داری سمجھتے ہیں، اسلام کے اس روشن اصول پر عمل کی بجائے ہمارے حکومتی ارکان عملی اقدامات کے بجائے صرف بیان بازی پر اکتفا کر رہے ہیں ! !

حکومتی نمائندے مہنگائی کو ایک عالمی مسئلہ قرار دیتے ہیں اور یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ دنیا کے بیشتر ممالک بھی اس چیلنج کا سامنا کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے کہ دنیا کے اکثر ممالک اس کے مقابلہ کے لیے اقدامات بھی کرتے ہیں، اپنی عوام کو مہنگائی کے اثرات سے بچانے کے لیے مؤثر معاشی پالیسیاں، روزگار کے مواقع اور مختلف قسم کی سہولیات اور مراعات فراہم کرتے ہیں تاکہ شہریوں کی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رہے اور ضروریاتِ زندگی ان کی قوتِ خرید اور

دسترس سے باہر نہ ہونے پائیں ! اس طرح یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہمارے حکمران عوام کی مشکلات سے مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں اور چونکہ اقتدار کی اصل باگ ڈور کسی اور ہی کے ہاتھوں میں ہے اس لیے اس تمام صورت حال کے اصل ذمہ دار وہی ٹھہرتے ہیں ! !

سوچنے کی بات ہے کہ ایسے بیانات کے ذریعہ موجودہ حکمران اپنی ناکامی اور بے چارگی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے یہاں تو کام چلالیں گے لیکن جب آخرت میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کیا جواب دیں گے ؟ غور کا مقام ہے کہ کیا ایسے حالات میں محض بیانات اور دعوؤں سے عوامی مشکلات میں کمی آجائے گی ؟ ؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ مہنگائی پر قابو پانے اور عوام کو حقیقی ریلیف فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں ! عوام یہ توقع رکھتے ہیں کہ ذمہ دار حلقے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے معاشی استحکام اور عوامی فلاح کے لیے سنجیدہ کوششیں کریں گے ! ہم عوامی مسائل کو ذمہ دارانہ انداز میں اُجاگر کرنے اور مثبت مکالمے کو فروغ دینے کے قائل ہیں ! ہمارا مقصد کسی فرد یا جماعت کو ہدفِ تنقید بنانا نہیں بلکہ معاشرے میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنا اور عوامی مشکلات کو اُجاگر کرنا ہے ! اسلام ہمیں عدل، دیانت داری، امانت اور خدمتِ خلق کا درس دیتا ہے اور یہی وہ اصول ہیں جو کسی بھی قوم کی ترقی اور خوشحالی کی بنیاد بنتے ہیں ! ہمیں امید ہے کہ متعلقہ ادارے اور ذمہ دار حلقے عوامی مشکلات کے ازالہ کے لیے مؤثر اقدامات کریں گے اور ملک میں معاشی استحکام کے لیے سنجیدہ کوششیں بروئے کار لائیں گے ! !

ہمیں بطورِ قوم اتحاد، صبر اور شعور کا مظاہرہ کرنا ہوگا ! دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے ملک پاکستان کو ترقی اور خوشحالی سے نوازے، ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرمائے، ملک کو معاشی استحکام عطا فرمائے، عوام کی مشکلات آسان فرمائے، حکمرانوں اور ذمہ دارانِ امور کو حکمت وبصیرت عطا فرمائے، درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجے میں ملک وقوم کو حقیقی ریلیف اور خوشحالی نصیب ہو، نہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے قوم کی گلوخلاصی کرائیں، قوم کو ایسے مخلص

اور دیانت دار قائدین نصیب فرمائے جو عوام کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے ان کے حل کے لیے مؤثر کردار ادا کریں ! آمین ثم آمین یارب العلمین .

☆☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شہید کی المناک شہادت پر اظہارِ تعزیت اور آپ کی خدمات کو خراجِ عقیدت و تحسین

ادارہ نہایت رنج و غم کے ساتھ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے ! مرحوم ایک نیک ، باکردار ، مخلص اور عوام دوست شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی حق ، سچائی اور خدمتِ خلق کے لیے وقف کیے رکھی ، آپ کی شہادت نا صرف آپ کے خاندان ، ہزاروں شاگرد و متوسلین بلکہ پوری قوم کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے ! جامعہ مدنیہ جدید شہید مرحوم کی دینی ، سماجی اور فلاحی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ آپ کے مشن ، نظریات اور جدوجہد کو ہمیشہ جاری رکھا جائے گا ، ہم سمجھتے ہیں کہ شہداء قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں اور ان کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں !

ہم حکومتِ وقت اور متعلقہ اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شہادت کے اس واقعہ کی مکمل ، شفاف اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کر کے ذمہ دار عناصر کو قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسے افسوسناک واقعات کی روک تھام ممکن ہو سکے !

جامعہ مدنیہ جدید کے تمام اراکین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شہید رحمہ اللہ کے اہلِ خانہ ، لواحقین اور تلامذہ و متوسلین کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ، ان کی قربانی کو قبول فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

محمد عابد

۱۵ ؍ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / یکم جون ۲۰۲۶ء

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین ۔ (ادارہ)

بغیر اخلاص نہ جہاد نہ شہادت !

مالِ غنیمت تقسیم سے پہلے مشترکہ اثاثہ ہوتا ہے

(درسِ حدیث نمبر ٣٢٣/٩٠)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خیبر کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور اطلاع دی کہ فلاں شہید ہو گیا اور فلاں شہید ہو گیا حتی کہ ذکر کرتے کرتے ایک اور شخص کا نام لیا کہ فلاں بھی شہید ہو گیا آپ نے (اس شخص کا نام سن کر یک دم) فرمایا کَلَّا اِنِّیْ رَأَیْتُہٗ فِی النَّارِ ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے یعنی جسے تم شہید سمجھ رہے ہو فی الحقیقت وہ شہید نہیں کیونکہ میں نے اسے آگ میں جلتے دیکھا ہے ! شہید تو وہ ہوتا ہے جسے یہاں سے جاتے ہی جنت مل جاتی ہے، شہید سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سوال بھی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اسے ڈھانپ لیتی ہیں اسے غسل بھی نہیں دیا جاتا اور خون آلود کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے، قیامت کے روز اس کے زخموں سے مشک کی سی خوشبو آئے گی اس کا رنگ خون کا سا رنگ ہوگا ! !

چونکہ انسان کی جان سب سے قیمتی چیز ہے اور جب وہ اللہ کی راہ میں لٹا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوجاتے ہیں اور طرح طرح کے انعامات سے نوازتے ہیں، شہید اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر کے اس کی رضوان وخوشنودی حاصل کر لیتا ہے ! باقی صالحین اپنی اپنی قبروں میں آرام فرما ہوتے ہیں مگر شہداءِ کرام کو شہادت کے بعد ہی جنت میں جانے کی اجازت مل جاتی ہے اور وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے رہتے ہیں ! !

آقائے نامدار ﷺ نے شہداء کی بہت فضیلتیں بیان فرمائی ہیں ہر مسلمان کو چاہیے کہ شہید ہونے کی خواہش رکھے ہر وقت شہادت کا متمنی رہے اگر شہادت نہ بھی ملی تو اللہ کے فضل سے اسے خواہش کے سبب شہادت کا ثواب مل جائے گا [۱] ! !

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ نے جب اس شخص کے بارے میں یہ خبر دی کہ وہ شہید ہوگیا تو آپ نے جواب دیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ! وجہ اس کی یہ بتلائی کہ چونکہ میں نے اسے آگ میں دیکھا ہے اور آگ میں جانا شہید کی شان کے منافی ہے پھر آگ میں جانے کی وجہ بتائی کہ فِیْ بُرْدَۃٍ غَلَّھَا اَوْعَبَاءَ ۃٍ یعنی اس نے مالِ غنیمت میں سے اپنے لیے ایک چادر یا ایک عبا نکال لی تھی ! چونکہ مالِ غنیمت لوٹ کا مال نہیں ہے کہ جو جس کے ہاتھ آیا اس کا ہوجائے بلکہ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ تمام شرکائے جہاد میں یہ مال تقسیم ہوگا، تقسیم سے پہلے ہر مجاہد ہر شے میں شریک ہے اس لیے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ شرکاء کی اجازت کے بغیر کسی چیز پر قبضہ کرے ! ہاں جب امام (جنرل) تقسیم کردے گا تو اس کے لیے حلال ہوگا ! !

آقائے نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ارشاد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی نیت صحیح نہ تھی وہ رضائے الٰہی کی طلب میں شریکِ جہاد نہ ہوا تھا بلکہ حصولِ مال کی غرض سے جہاد میں شریک ہوا تھا اسی لیے تو اسے (آگ والی) اتنی سخت سزا ملی !

---

[۱] اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ﷺ .(صحیح البخاری :۱۸۹۰)
''اے اللہ ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے پیارے رسول ﷺ کے شہر میں موت دے''

تو نیت اگر اچھی نہ ہو تو اچھا فعل اور بہترین عمل بھی بیکار ہوتا ہے جان جیسی قیمتی چیز بھی اگر دے دی جائے اور نیت صحیح نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی اجر نہیں ملے گا ! نیت جتنی اچھی ہوگی اللہ کے یہاں اس کی اتنی ہی زیادہ قدر ہوگی خواہ کام معمولی ہی کیوں نہ ہو گویا حسنِ نیت بہت ضروری ہے !

اس کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابنِ خطاب جاؤ اور اعلان کردو کہ اَلَا اِنَّہٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ [1] جنت میں صرف ایمان والے جائیں گے ! ! تین دفعہ آپ نے یہ فرمایا، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں گیا اور آواز دی خبردار جنت میں مومن ہی جائیں گے ! ! تین مرتبہ یہ اعلان کیا ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر قائم رکھے، ہر کام میں حسنِ نیت کی توفیق بخشے، ریاکاری اور دکھاوے کے کاموں سے بچائے رکھے، اپنی راہ میں جان قربان کرنے کی سعادت نصیب فرمائے، آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ ستمبر ۲۰۱۸ء بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۶ر ستمبر ۱۹۶۹ء)

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الجهاد باب قسمة الغنائم و الغلول فيها رقم الحديث ۴۰۳۴

سیرتِ مبارکہ

واقعہ اصحابِ فیل ..... اسباب اور نتائج

سیّد الملة و مؤرخ الملة حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ " محمد رسول اللّٰہ " ﷺ کے چند اوراق

قصی کا زمانہ بظاہر چوتھی صدی عیسوئی کا وہ ابتدائی نصف ہے جب مسیحیت جدید ترتیب کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی تھی، تثلیث کو جزو دین بنایا گیا تھا اور قسطنطیہ اوّل نے مسیحیت قبول کر کے حکومت کا مذہب بھی عیسائیت قرار دے دیا تھا، جب مسیحیت کا مرکز رومة الکبریٰ اٹلی بنا تو مسیحیت کی لہر اُن تمام علاقوں میں پہنچی جو بازنطینی شہنشاہیت کے زیر اثر اور اس بلاک میں داخل تھے [۱] عرب کے وہ علاقے جو شام سے متصل تھے، افریقہ کے علاقے خصوصاً حبش، اور یمن کے بھی کچھ علاقے عیسائیت سے متاثر ہوئے ! [۲]

بازنطینی شہنشاہ (قیصر روم) نے قصی کی امداد کی پھر ہاشم کے ساتھ یہ مراعات کی کہ قیصر نے اپنی طرف سے بھی اس کو آزادانہ تجارت کا پروانہ دیا اور شاہ حبش سے بھی مراعات دلوائی، اس کا مقصد خالص سیاسی بھی ہوسکتا ہے کہ ایران کے مقابلہ میں عربوں کو اپنی طرف مائل اور تجارتی راستوں کو اپنے زیر اثر رکھے اور اس کا مقصد مذہبی بھی ہوسکتا ہے کہ عرب میں عیسائیت کو رواج دے !

غالبًا اسی سلسلہ کی آخری کڑی یہ تھی کہ ابرہہ نے (جو خود عیسائی تھا اور حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا) یمن کے مرکزی شہر صنعاء میں نہایت عظیم الشان کلیسا [۳]

---

[۱] دوسرا بلاک وہ تھا جس کی قیادت شہنشاہ ایران (کسریٰ) کیا کرتا تھا جس کے اثر اور رسوخ کا دائرہ ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ [۲] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : عہد زریں ص ۲۸۴ تا ص ۳۰۱

[۳] سنگ مرمر اور سنگِ رخامہ وغیرہ قیمتی پتھروں کی دیواریں، ان پر سونے کا کام اور جگہ جگہ یا قوت اور ہیرے جڑے ہوئے وغیرہ وغیرہ (ابن سعد ج ۱ ص ۵۵)

تعمیر کرایا تو عربوں کو ہدایت کی کہ وہ خانہ کعبہ کے بجائے اس کلیسا کو اپنا معبد بنائیں اور اسی کا طواف کیا کریں مگر جب عربوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ عرب کے وہی پانڈے جو لوند کا مہینہ (نسی) مقرر کیا کرتے تھے ان میں سے ایک نے رات کو اس کلیسا میں قیام کر کے کلیسا کے پاک اور مقدس حصہ کو گندگی سے ملوث کیا[۱] اور فرار ہو کر مکہ چلا آیا تو ابرہہ اور اس کے سرپرستوں کی یہ توقعات ختم ہو گئیں کہ عرب ان کی مذہبی رہنمائی قبول کر سکتے ہیں اور اب اس گستاخی کے انتقام میں نیز اس تصور کی بنا پر کہ جب تک مکہ میں کعبہ ہے عرب میں عیسائیت کی دال نہیں گل سکتی ! ابرہہ نے یہ طے کر لیا کہ وہ خانہ کعبہ کو منہدم کر دے، ابرہہ نے بڑی فوج تیار کی، تیرہ ہاتھی ساتھ لیے جن سے عمارتوں کے توڑنے کا کام لیا جاتا تھا جن میں سب سے ممتاز ہاتھی وہ تھا جس کو ''محمود'' کہا جاتا تھا اس شان و شوکت اور جلال جبروت کے ساتھ منزل بمنزل مارچ کرتا ہوا مکہ کے قریب پہنچ گیا اور مُغمِس[۲] میں پڑاؤ ڈالا، فوج کو حکم دیا کہ وہ تمام اصطبل اور طویلے لوٹ لیں جو مکہ سے باہر تھے جن میں قریش کے اونٹ اور گھوڑے رہا کرتے تھے، اس غارت گری میں عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی فوج کے قبضہ میں پہنچ گئے پھر ابرہہ نے حملہ سے پہلے مکہ والوں کو پیغام بھیجا کہ

> ''ہم اہلِ مکہ کو تباہ کرنا نہیں چاہتے، نہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں ہم صرف کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے آئے ہیں اگر مکہ والے آڑے نہ آئیں تو محفوظ رہیں گے''

حناطہ حمیری یہ پیغام لے کر مکہ پہنچا اور قائد مکہ خواجہ عبدالمطلب کو پہنچایا، خواجہ نے جواب دیا :

> ''ابرہہ اتنی طاقتور فوج لے کر آیا ہے کہ اہلِ مکہ تو کیا عرب کے دوسرے قبائل بھی مقابلہ کرنا چاہیں تو کامیاب نہیں ہو سکتے اس لیے ہم خود بھی ابرہہ سے جنگ کے لیے تیار نہیں ہیں البتہ یہ بیت ہمارا نہیں ہے یہ اللہ کا بیت ہے خلیل اللہ کا بنایا ہوا اگر اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے خلیل کے بیت کو بچانا چاہے گا وہ خود بچا لے گا اور اگر

---

[۱] ابن سعد ج ۱ ص ۵۵ اور بروایت ابن اسحاق پاخانہ بھر دیا (ابن سعد ج ۱ ص ۳۰ ابن ہشام ج ۱ ص ۳۰)

[۲] مکہ سے چار میل (۳ فرسخ) کے فاصلہ پر طائف کے راستہ میں ایک مقام تھا

اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ اس کا بیت محفوظ رہے تو ہم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ ہم اس کی حفاظت کر سکیں'' ۱

حناطہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیے اور خود ابرہہ سے بات کر لیجیے، خواجہ عبدالمطلب بہت شریف صورت حسین و جمیل باوجاہت اور نہایت شاندار سردار تھے، دیکھنے والوں پر رعب پڑتا تھا جیسے ہی وہ ابرہہ کے سامنے پہنچے ابرہہ بھی متأثر ہوا، تخت پر اپنے برابر بٹھانا اپنے یہاں کے شاہانہ آداب اور مصلحت کے خلاف سمجھا تو خود تخت سے اتر کر خواجہ عبدالمطلب کے برابر بیٹھا اور ترجمان کے ذریعہ بات چیت شروع کی !

ابرہہ نے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں ؟ خواجہ عبدالمطلب نے جواب دیا'' آپ کی فوج نے میرے دوسو اونٹ لوٹ لے لیے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کو واپس کرا دیں'' ! ابرہہ حیران ہوا اُس نے ترجمان سے کہا'' ان سے کہو کہ آپ کی وجاہت اور شاندار صورت سے میں متأثر ہوا تھا، میں سمجھتا تھا کہ آپ کوئی بڑا مطالبہ پیش کریں گے، آپ نے صرف اپنے اونٹوں کی واپسی کی درخواست کی اور تعجب ہے آپ نے اس کعبہ کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا جو آپ کا اور آپ کے آباء واَجداد کا دین اور دھرم رہا ہے !

خواجہ عبدالمطلب نے جواب دیا :

''اس بیت کا ایک رب ہے اس کا محافظ وہ ہے اس کی فکر وہ کرے گا ! میں اس بیت کا مالک نہیں ہوں، میں ان اونٹوں کا مالک ہوں جن کی واپسی کی میں نے درخواست کی ہے''

ابن ہشام ۲ کی روایت ہے کہ حناطہ نے عبدالمطلب سے پہلے دو اور سرداروں کو پیش کیا تھا، ایک قبیلۂ بنی بکر کے شیخ عمر بن نفاثه اور دوسرے قبیلۂ ہذیل کے سردار خویلد بن نائله، ان دونوں نے یہ پیشکش کی تھی کہ مکہ میں جو کچھ دولت ہے اس کا ایک تہائی ابرہہ منظور کرلے اور ہدم کعبہ کے ارادہ سے

---

۱ سیرۃ ابن ھشام ج۱ ص ۳۲ ۲ سیرۃ ابن ھشام ج۱ ص ۳۳

باز آجائے مگر ابرہہ نے اس پیشکش کو مسترد کر دیا !

اس روایت کو سامنے رکھا جائے تو عبدالمطلب کی یہ موقع شناسی تھی کہ انہوں نے کعبہ کے متعلق ابرہہ سے کوئی بات ہی نہیں کی، صرف اپنے اونٹوں کی بات کی اور کعبہ کا معاملہ ربِ کعبہ کے حوالہ رکھا ! ابرہہ نے اونٹ واپس دلوا دیے، عبدالمطلب ان کو لے کر مکہ میں آئے، تمام اونٹ قربانی کے لیے وقف کر دیے [۱] اور مکہ والوں کو ہدایت کی کہ شہر خالی کر کے پہاڑوں پر چلے جائیں پھر تنہا اور ایک روایت کے مطابق چند ساتھیوں کو لے کر حرمِ کعبہ میں آئے [۱] اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر حلقہ باب کو سنبھالا اور یہ منظوم دعا کی [۲]

اللّٰهم ان العبد يمنع رحله فامنع جلالك

لا يغلبن صليبهم ومحالهم غدوًا محالك

ان كنت تاركهم و قبيلتنا فامر ما بدا لك

یہ تین اشعار ابن سعد اور ابن ہشام نے نقل کیے ہیں، ان کے علاوہ یہ دو شعر بھی مروی ہیں

جروا جموع جموعهم والفيل كى يسبو عيالك

عمدوا حماك بكيدهم جهلا وما رقبوا جلالك

(۱) اے اللہ ایک غلام اپنے کجاوہ کی حفاظت کرتا ہے پس (خداوندا) تو ان کی حفاظت کر جو تیرے بیت کے پڑوسی اور مجاور ہیں !

(۲) ایسا ہرگز نہ ہو کہ ان کی تدبیر اور ان کا مکر و فریب کل کو تیری تدبیر پر غالب آجائے !

---

[۱] قلدها النعال و اشعرها وجعلها هديا وبثها فى الحرم (ابن سعد ج ۱ ص ۵۶)

[۲] عمر و بن عائذ ، مطعم بن عدى ، ابو مسعود ثقفى (ابن سعد ج ۱ ص ۵۶) [۳] عبدالمطلب نے جو جوابات دیے ان سے نیز اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خدا پرست مؤحد تھے والاشبه انه من اهل الفطرة وممن لم تبلغه دعوة (حاشيه سیرت ابن هشام ج ۱ ص ۳۳)

(۳) اگر میں ان (دشمنانِ کعبہ) کو اور اپنے قبیلہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں (کہ میں مجبور اور بے بس ہوں میرے لیے کوئی چارہ نہیں ہے تو خداوندا) جو تیرا ارادہ ہو اس کا حکم کر دے !

(۴) یہ اپنے بے شمار لشکروں کو لے آئے ہیں اور ہاتھیوں کو لائے ہیں تاکہ باشندگانِ مکہ کو جو تیرے عیال ہیں، قید کرلیں !

(۵) انہوں نے اپنے مکروفریب اور جہالت سے تیرے حِما (محفوظ علاقہ، حرم) کا قصد کیا ہے، انہوں نے تیری عظمت کا پاس ولحاظ نہیں کیا'' ! !

اس کے بعد کیا ہوا ؟ تاریخ عالم کا وہ عبرت انگیز اور ہولناک حادثہ پیش آیا جس کا تذکرہ قرآنِ حکیم نے بھی کیا ہے [۱] مورخین کا بیان ہے کہ ابرہہ عظیم الشان مسلح فوج کے ساتھ تیرہ قلعہ شکن ہاتھی لایا تھا ان میں سب سے بڑا ہیبت ناک اور بڑے ڈیل ڈول کا ہاتھی ''محمود'' تھا وہ ہاتھیوں کی کمان کر رہا تھا جب حملہ کا وقت آیا تو یہ ہاتھی اپنی جگہ جم گیا بہت مارا پیٹا مگر یہ آگے کی طرف حرکت نہ کرتا، دائیں بائیں اس کا رخ کر دیا جاتا تو خوب لپک کر چلتا، یہاں ہاتھی کا یہ تماشا ہو رہا تھا اُدھر آسمان پر پرندوں کی قطار نمودار ہوئی، ہر ایک پرندہ تین کنکریاں لیے ہوئے تھا، ایک ایک چونچ میں دو دو پنجوں میں، یہ کنکریاں چنے کی اور مسور کے دانے کے برابر تھیں، یہ کنکریاں جس پر پڑتیں اس کا چورا [۲] کر دیتی تھیں [۳]

---

[۱] عقل پرستوں نے اس واقعہ کی تاویل کی، کسی نے کہا فوج میں چیچک کی وبا پھیل گئی، انہوں نے قرآن پاک کی آیتوں کو اپنی عقل کے تراشے ہوئے معنٰی پہنائے مگر یہ خیال نہیں کیا کہ قرآن حکیم کلام اللہ ہے معمولی اور عام واقعہ کا تذکرہ کسی بادشاہ یا صدر جمہوریہ کے ایڈریس میں بھی نہیں آتا تو کلامُ اللہ کی شان تو بہت بلند ہے، کلامُ اللہ میں اسی واقعہ کا تذکرہ آسکتا ہے جو تاریخ عالم میں قطعاً غیر معمولی ہو ! اس میں تاویل کرنا فہم کلامُ اللہ اور تعظیم کتابُ اللہ سے تہ دستی کی دلیل ہے ! !

[۲] لا تصیب شیئا الا هشمته (ابن سعد ص ۵۶)

[۳] ایٹم کی ایجاد کے بعد وہ ذہنی مرعوبیت ختم ہو جانی چاہیے جو عقل پرستوں کو تاویل پر مجبور کیا کرتی تھی ! !

پھر پانی کی ایک رو آئی اس نے ان سب کو بہا کر سمندر میں ڈال دیا ! ابرہہ اور اس کے مخصوص ساتھی اس وقت ختم نہیں ہوئے ، وہ بھاگے اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو کر راستہ میں ہی میں مر گئے ، ابرہہ کو ایسی بیماری لگی ہے اس کا بدن گل گیا ، ایک ایک عضو گل کر گرتا رہا وہ صنعاء پہنچ گیا مگر اس حالت میں پہنچا کہ گوشت کا لوتھڑا تھا وہاں پہنچ کر اس کا سینہ پھٹا دل باہر نکل آیا دل کے ساتھ جان بھی نکل گئی [1]

واقعۂ اصحاب فیل کے نتائج :

جیسے یہ واقعہ غیر معمولی تھا ، قدرتی بات تھی اس کے نتائج بھی غیر معمولی ہوئے ، سیاسی لحاظ سے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

(۱) عربوں کو قیصر روم اور اس کی ماتحت حکومتوں سے نفرت ہوگئی ! اس واقعہ سے تقریباً پچاس سال بعد جب روم کی فوجوں کو ایران نے شکست دی تو مکہ والے بہت خوش ہوئے ! [2]

(۲) یمن کی وہ طاقتیں جو ابرہہ کی طاقت کے سامنے جھک گئی تھیں ابھریں اور انہوں نے شہنشاہِ ایران (کسریٰ) سے مدد لے کر ابرہہ کے باقی ماندہ اثرات کو یمن سے ختم کیا !

(۳) یمن کی یہ اُبھرنے والی طاقتیں اچھی صلاحیت نہیں رکھتی تھیں ان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی تو کسریٰ نے براہِ راست یمن کے ایک علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں اپنا گورنر مقرر کر دیا [3]

(۴) مذہبی لحاظ سے پورے عرب پر اس کا اثر یہ ہوا کہ عقیدت مندی کی زنجیریں اور مضبوط ہوگئیں قریش جو کہا کرتے تھے کہ ہم ''جارُ اللّٰہ'' (اللہ کے پڑوسی ہیں) ، عرب کو یقین ہوگیا کہ کعبہ یقیناً بیت اللّٰہ ہے اور قریش یقیناً جارُ اللّٰہ ہیں ، ان سے مقابلہ کرنا اور ٹکرانا اللہ تعالیٰ سے ٹکرانا ہے ! !

(۵) یہ واقعہ ۵۷۱ء میں پیش آیا اسی سال سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اس واقعہ کو علماءِ سیرت نے آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کا ارہاص (مقدمہ اور علامت) قرار دیا ہے مگر حقیقت

---

[1] ابن ہشام ج۱ ص ۳۵ [2] سورۂ روم کی ابتدائی آیتوں میں اس کی طرف اشارہ ہے

[3] جب سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر باذان تھا جو دولتِ اسلام سے مشرف ہوا۔ (ابو الفداء)

یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ علامت سے زیادہ دعوتِ اسلام کے لیے غیر معمولی مشکلات کا باعث بن گیا اور اس واقعہ نے آنحضرت ﷺ کے کام کو کٹھن سے کٹھن تر اور دشوار سے دشوار تر کردیا کیونکہ جس طرح عرب کی عقیدت قریش سے پختہ ہوئی قریش کو اپنی حق پرستی کا یقین ہوگیا، اسی واقعہ کے باقی ماندہ اثرات تھے کہ ابوجہل جیسے باطل پرستوں کے قائد اعظم نے غزوۂ بدر کے موقع پر دعا مانگی تھی

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾[1]

''یا اللہ اگر یہی دین (جس کو محمد ﷺ پیش کر رہے ہیں) تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا دردناک عذاب ہم پر نازل کردے''

ابوجہل کی یہ دعا یقیناً اپنے حامیوں کو متأثر کرنے کے لیے پروپیگنڈا تھی مگر واقعہ اصحابِ فیل کو سامنے رکھا جائے تو حامیانِ ابوجہل کا اس دعا سے متأثر ہونا بھی بے وجہ نہیں تھا، اس دعا کے وقت اگرچہ واقعہ اصحابِ فیل کو پچپن سال گزر چکے تھے مگر اس کا یقین ذہنوں میں موجود تھا کیونکہ اس واقعہ کے دیکھنے والے موجود تھے !

تصدیق کلامُ اللہ :

اصحابِ فیل کا یہ واقعہ جس طرح قادر ذوالجلال کی قدرت بے پایاں کا مظاہرہ تھا ایسے ہی قریش پر احسانِ عظیم بھی تھا قریش خراب وخستہ تھے مگر رب ذوالجلال کو ان سے کام لینا تھا، یہی قریش تھے جنہوں نے کچھ دنوں بعد دنیا کا چولا بدلا اور عالمِ انسانیت کو ایسے زیور سے آراستہ کیا جو اسی طرح بے مثال و بے نظیر ہے جس طرح تاریخ عالم میں اصحابِ فیل کا واقعہ بے نظیر ہے ! !

سورۂ فیل میں اللہ تعالیٰ نے اسی احسان عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے، خطاب اگرچہ آنحضرت ﷺ کو (یا ہر اُس شخص کو ہے جو قابلِ خطاب ہو) مگر روئے سخن قریش کی طرف ہے، ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے الفاظ میں کسی قدر تشریح کے ساتھ یہ ہے :

---

[1] سورۃ الانفال : ۳۲

''تو نے نہیں دیکھا، کیا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ، کیا نہ کر دیا ان کا داؤ غلط، اور بھیجے ان پر اُڑتے جانور تنک تنک (ٹکڑیاں بنا کر)، پھینکتے ان پر پتھریاں کنکر کی (ٹھیکرے[۱] کی) پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس ہو کھایا ہوا''

ترجمہ کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے البتہ جو عقل پرست اس کی تاویل کرتے ہیں کہ فوج میں چیچک کی وبا پھیل گئی تھی ان کو سمجھنا چاہیے کہ ان سے زیادہ عقل پرست قریش کے وہ معاند تھے جو اسلام کے دشمن اور محمد (رسول اللہ ﷺ) کی تکذیب کے درپے تھے ! کلامُ اللہ کے کلمات اگر حقیقت کا مرقع نہ ہوتے اور ان میں کچھ بھی بناوٹ ہوتی تو قریش کے جہان دیدہ چالاک سردار آسمان سر پر اُٹھا لیتے اور یہ سورت آنحضرت ﷺ کی تردید و تکذیب کے لیے بہترین حربہ ہوتی مگر کیا کوئی روایت ہے کہ اہلِ مکہ نے اس خداوندی اعلامیہ کی تردید کی ؟ سورۂ فیل سے متصل دوسری سورت سورۂ قریش ہے

﴿ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ، اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ . فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ . الَّذِىْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴾

حضرت شاہ صاحبؒ نے سورت کا ترجمہ یہ کیا ہے :

''اس واسطے کہ ہلا رکھا قریش کو (مانوس کر کے رکھا قریش کو) ہلا رکھنا (مانوس کرنا) ان کو کوچ سے جاڑے کے اور گرمی کے، تو چاہیے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی جس نے ان کو کھانا دیا بھوک میں اور اَمن دیا ڈر میں''

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قریش کو خاص طور سے حکم دیا ہے کہ وہ رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کی عبادت کریں اور اس حکم کی معقولیت کے لیے وہ احسانات شمار کرائے ہیں جن کی تفصیل وہ ہے جو اِس کتابچہ کے اوراق میں پیش کی گئی مختصر یہ کہ

(۱) اس سورت میں سب سے زیادہ ''بیت'' پر زور دیا گیا ہے، یہاں تک کہ ذاتِ معبود کے لیے اللہ یا رحمٰن کے بجائے رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کا لفظ لایا گیا ہے کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ عظمتِ قریش کے قلعہ معلّٰی

---

[۱] یعنی یہ کنکریاں پتھر کی نہیں تھیں بلکہ ایسی تھیں جیسے مٹی کے برتن مثلاً گھڑے کے ٹھیکرے کی کنکریاں ہوتی ہیں !

کا سنگ بنیاد ''بیت'' (یعنی کعبہ) ہی تھا !

(۲) یہی ''بیت'' تھا جس کی وجہ سے قریش کا اثر عرب پر قائم ہوا ! قریش نے ''بیت'' کی خدمت کی اور وہ عرب کے سرتاج بنے !

(۳) قریش نے ''بیت اللّٰہ'' کی زیارت کرنے والوں (حجاج) کی خدمت کی وہ پورے عرب میں محبوب ہوگئے !

(۴) یہی محبوبیت تھی جس کی بنا پر پورے عرب کی پُر آشوب اور خوں آشام زمین ان کے لیے امن کا گہوارہ بن گئی، چار ماہ کے بجائے پورے بارہ ماہ ان کے لیے حرم رہتے تھے اور بلا خطر جہاں چاہتے جاتے تھے !

(۵) یہی عظمت تھی جس کی بنا پر وہ قیصر و کسریٰ اور نجاشی تک پہنچے اور ان سے تجارت کے پروانے حاصل کیے !

(۶) اندرونِ عرب عربوں کی عقیدت اور ان کی ارادت مندی اور احسان شناسی اور بیرونِ عرب فرامینِ شاہی کی طاقت نے قریش کو موقع دیا کہ ان کا رہنما ہاشم رِحْلَةَ الشِّتَآءِ اور رِحْلَةَ الصَّیْفِ کا طریقہ ایجاد کر سکا اور تجارت کو منظّم کر سکا !

(۷) مکہ اور اطرافِ مکہ میں غلہ عنقا تھا، شکار کا گوشت اور کھجور عام غذا تھی رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ کی ایجاد نے ان کو موقع دیا کہ وہ واپسی کے وقت غلہ لاسکیں اور عرب کا فاقہ توڑ سکیں !

(۸) کلبیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ھاشم ابن عبد مناف پہلا شخص ہے جو شام کے علاقہ میں تجارتی قافلہ لے کر گیا اور وہاں سے گیہوں بھر کر لایا ! [1]

(۹) اسی سورت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ کا ارشاد یہ ہے کہ قریش کی حالت نہایت ابتر تھی وہ فاقہ کش تھے اللہ تعالیٰ نے ہاشم کو توفیق بخشی کہ انہوں نے رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ کا طریقہ ایجاد کیا ! اب ان کو بہت کافی نفع ہوتا تھا، بڑے تاجر اپنے منافع غریبوں اور فقیروں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے

[1] تفسیر مظھری (تفسیر سورت قریش)

تو ان کے فقیر بھی امیروں کی طرح ہوجاتے تھے [۱] !

(۱۰) جب رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ سے تجارتی تعلقات دوسرے ممالک سے قائم ہوگئے تو پھر غلہ کی درآمد کے لیے ان قریشی قافلوں کی ضرورت بھی نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک خود غلہ بھیجنے لگے ! یمن میں تبادلہ اور جُرش میں بہت غلہ پیدا ہوتا تھا ، وہاں کے کچھ تاجر بحری راستہ سے بندرگاہ جدہ پر غلہ پہنچاتے تھے، کچھ تاجر خشکی کے راستہ سے براہِ راست مکہ غلہ پہنچاتے تھے، اسی طرح شام کے تاجر بھی غلہ سپلائی کرتے تھے [۲] یہ اونٹ اور خچر اور گدھے جن پر خشکی کے راستوں سے غلہ آتا تھا، ان کا پڑاؤ مُحصّب ہوتا تھا جس کو ابطح ، بطحاء اور خیفِ بنی کنانہ بھی کہتے تھے [۳] جو مکہ اور منٰی کے درمیان ہے یہ ہے ﴿ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ﴾ (کھانا دیا بھوک میں) کا احسان عظیم !

(۱۱) حرم کعبہ کا احترام اگرچہ حضرت اسماعیل وحضرت ابراہیم علیہما السلام کے زمانہ سے چلا آرہا تھا اور اس وجہ سے حرمِ مکہ کے رہنے والے مامون رہا کرتے تھے مگر جب رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ کے سلسلہ میں مامونیت کا تذکرہ ہے تو اس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ قریش کے یہ سرمائی اور گرمائی قافلے مال لے جانے اور لانے میں راستہ کے قبائل کی جو خدمت کیا کرتے تھے اس حسن سلوک نے قریش کو خارجِ حرم ان قبائل کی حدود میں بھی محفوظ و مامون کردیا تھا جن کا پیشہ ہی غارت گری تھا !

عبادتِ رب کے حکم کی معقولیت سمجھانے کے لیے ان گیارہ احسانات کی طرف اس سورت (سورۂ قریش) میں اشارہ کیا اور ایک احسان عظیم وہ تھا کہ مکہ اور اہلِ مکہ کو اصحابِ فیل سے محفوظ رکھا، اس کی نوعیت چونکہ جداگانہ تھی کہ وہ دنیاوی اسباب سے بالا وبرتر محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معجزہ تھا تو اس کو مستقل سورت میں ذکر فرمایا اور بظاہر یہی حکمت ہے ان دونوں سورتوں کے متصل ہونے کی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ

قبل مغرب یوم جمعہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ / ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ "محمد رسول اللہ" ﷺ ص۱۵۱ تا ۱۶۲ ناشر کتابستان دہلی)

---

[۱] تفسیر مظہری (تفسیر سورۃ قریش) [۲] معالم التنزیل [۳] معجم البلدان

مقالاتِ حامدیہ

اسلام کا اقتصادی نظام

سوالات و جوابات

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ
عنوانات و تزئین ، حاشیہ و نظر ثانی بتغیرِ یسیر : حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آپ نے دریافت کیا ہے کہ

س : اسلام کا اقتصادی نظام کیا ہے ؟ ؟

ج : اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ کی تصنیف ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کا مطالعہ کریں نیز اس کے بعد لکھی گئی ایک کتاب جو مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ نے لکھی ہے ''اسلام کے سیاسی و اقتصادی مسائل'' اس کا بھی مطالعہ کریں دونوں کتابیں پاکستان میں طبع ہوئی ہیں ، زیرِ مطالعہ رہنی چاہئیں ! !

س : حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقتصادی نظام وضع کرتے وقت اسلام کے کن اُصولوں کو سامنے رکھا ؟

ج : شہنشاہیت اور آمریت کی نفی ! !

س : حضرت شاہ ولی اللہ کا پیش کردہ نظام آیا بالکل اسلامی ہے ؟ ؟

ج : وہ بالکل اسلامی ہے اس کا ماخذ قرآن کریم ، حدیث اور فقہ ہے ! !

لیکن ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے مختلف ذہن کے لوگ ہیں بعض یورپ زدہ ، کمیونزم سے

مسحور ہیں ایسے لوگوں نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی تصانیف کے اقتباسات استعمال کیے ہیں اور مطلب برآری کی ہے ! ١

ایسے تمام مضامین وتصانیف کی ذمہ داری سے شاہ صاحبؒ بری ہیں !

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے افکار کا صحیح خاکہ ''شاندار ماضی'' سے نقل کردیا جائے ٢

اقتصادی اُصول

(۱) دولت کی اصل بنیاد محنت ہے ! مزدور اور کاشتکار قوتِ کاسبہ ہیں !
باہمی تعاون مَدنیّت (شہریت) کی روحِ رواں ہے !
جب تک کوئی شخص ملک وقوم کے لیے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ! ! ٣

(۲) جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیمِ دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا اور بغیر اس کے کہ قوم اور ملک کی دولت میں اضافہ ہو دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے ! ! ٤

(۳) مزدور، کاشتکار اور جو لوگ ملک وقوم کے لیے دماغی کام کریں دولت کے اصل مستحق ہیں ! ان کی ترقی اور خوش حالی ملک وقوم کی ترقی اور خوش حالی ہے !
جو نظام ان قوتوں کو دبائے وہ ملک کے لیے خطرہ ہے اس کو ختم ہونا چاہیے ! ! ٥

(۴) جو سماج محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے، مزدوروں اور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے، قوم کا دشمن ہے اس کو ختم ہوجانا چاہیے ! ! ٦

---

١ اپنا من پسند مطلب نکالا ہے ٢ علماءِ ہند کا شاندار ماضی ج ٢ ص ٧ تا ١٠

٣ حجة اللّٰہ البالغة باب سیاسة المدینة . البدور البازغة مبحث الارتفاق الثالث اور الخیر الکثیر

٤ حجة اللّٰہ البالغة باب ابتغاء الرزق ٥ حجة اللّٰہ البالغة باب ابتغاء الرزق

٦ حجة اللّٰہ البالغة باب سیاسة المدینة ایضًا باب الرسوم السائرة بین الناس

(۵) ضرورت مند مزدور کی رضا مندی قابلِ اعتبار نہیں جب تک اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جو امدادِ باہمی کے اصول پر لازم ہوتی ہے ! ! ۱

(۶) جو پیداوار یا آمدنی تعاونِ باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلافِ قانون ہے ! ۲

(۷) کام کے اوقات محدود کیے جائیں ! مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اخلاقی اور روحانی اصلاح کر سکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے ! ! ۳

(۸) تعاونِ باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہیے، پس جس طرح تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کے ''کمپی ٹیشن'' (COMPETITION) سے روحِ تعاون کو نقصان پہنچائیں ایسے ہی حکومت کے لیے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقی میں رکاوٹ پیدا کرے یا رخنہ ڈالے ! ۴

(۹) وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کر دے ملک کے لیے تباہ کن ہے ! ۵

(۱۰) وہ شاہانہ نظامِ زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کی عیش و عشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت ختم کی جائے اور اُن کو مساویانہ نظامِ زندگی کا موقع دیا جائے ! ۶

---

۱ حجۃ اللّٰہ البالغۃ باب ابتغاء الرزق ۲ ایضًا ۳ حجۃ اللّٰہ البالغۃ باب اقامۃ الارتفاقات و اصلاح الرسوم و باب ضبط المبھم ۴ حجۃ اللّٰہ البالغۃ باب البیوع المنھی عنھا

۵ حجۃ اللّٰہ البالغۃ باب الارتفاق الرابع و باب البیوع المنھی عنھا

۶ حجۃ اللّٰہ البالغۃ باب الرسوم السائرۃ بین الناس و باب سیاسۃ المدینۃ و باب ابتغاء الرزق و باب البیوع المنھی عنھا

سیاسیات اور نظامِ حکومت کے بنیادی اصول

(۱۱) زمین کا مالکِ حقیقی اللہ (اور ظاہری نظام کے لحاظ سے اسٹیٹ) ہے ! ! باشندگانِ ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی ! ! ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حقِ انتفاع میں دوسرے کی دخل اندازی قانوناً ممنوع ہو ! ! ۱

(۱۲) سارے انسان برابر ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ مُلک ، مَلِکِ الناس، مالکِ قوم یا انسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے ! ! نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحب اقتدار کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے ! ۲

(۱۳) اسٹیٹ کے سربراہِ کار کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی ! وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندۂ ملک کی طرح زندگی گزار سکے ! ۳

بنیادی حقوق

حجة اللّٰه البالغه اور البُدُور البازِغه وغیرہ تصانیف میں ارتفاقات (مفاداتِ عامہ) کے عنوان سے بہت مفصل بحث کی ہے ان کا حاصل یہ ہے کہ

(۱۴) روٹی ، کپڑا ، مکان اور ایسی استطاعت کہ نکاح کر سکے ! اور بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے بلا لحاظِ مذہب و نسل ہر ایک انسان کا پیدائشی حق ہے ! !

(۱۵) اسی طرح مذہب، نسل یا رنگ کسی تفاوت کے بغیر عام باشندگانِ ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل و انصاف، ان کے جان و مال کی حفاظت،

---

۱ حجة اللّٰه البالغة باب ابتغاء الرزق ۲ منصب امامت مصنفہ مولانا شاہ محمد اسماعیل صاحب (ذکر سلطنتِ ضالہ)
۳ ازالة الخفاء جلد دوم عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ان کی عزت و ناموس کی حفاظت، حقِ ملکیت میں آزادی، حقوقِ شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے ! ! !

(۱۶) زبان اور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے ! ! !

(۱۷) بین الاقوامی تحفظات : ان حقوق کے حاصل کرنے کی شکل یہ ہے کہ خود مختار علاقے بنائے جائیں ، یہ خود مختار اکائیاں اپنے معاملات میں آزاد ہوں گی ! ہر ایک یونٹ میں اتنی طاقت ضرور ہونی چاہیے کہ اپنے جیسے یونٹ کے اقدام کا مقابلہ کر سکے ! یہ تمام اکائیاں ایک ایسے بین الاقوامی نظام (بلاک) میں منسلک ہوں جو فوجی طاقت کے لحاظ سے اقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہو، اس کو یہ حق نہیں ہوگا کہ کسی مخصوص مذہب یا مخصوص تہذیب کو کسی یونٹ پر لاد سکے ! البتہ اس کا یہ فرض ضرور ہوگا کہ کسی قوم یا یونٹ کو یہ موقع نہ دے کہ کسی دوسری قوم کے مذہب یا تہذیب پر حملہ کر سکے ! ! !

(۱۸) مذہبیات :

الف : دین اور سچائی کی اصل بنیاد ایک ہے اس کے پیش کرنے والے ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں !

ب : داعیانِ صداقت ہر ملک اور قوم میں گزرے ہیں، ان سب کا احترام ضروری ہے !

ج : سچائی اور دین کے بنیادی اصول تمام فرقوں میں تقریباً تسلیم شدہ ہیں مثلاً اپنے پروردگار کی عبادت، اس کے لیے نذر و نیاز، صدقہ و خیرات، روزہ وغیرہ یہ سب کام سب کے نزدیک اچھے ہیں ! البتہ عملی صورتوں میں اختلاف ہے !

د : ساری مہذب دنیا کے سماجی اصول اور ان کا منشا و مقصد ایک ہے ! مثلاً ہر ایک مذہب اور فرقہ جنسی انارکی کو ناپسند اور اخلاقی جرم قرار دیتا ہے ! !

جنسی تعلقات کے لیے مرد اور عورت میں ایک معاہدہ ہر ایک فرقہ میں ضروری ہے
البتہ معاہدہ کی صورتیں مختلف ہیں !
ایسے ہی ہر ایک فرقہ اپنے مردہ کو نظروں سے غائب کر دینا ضروری سمجھتا ہے،
اختلاف اس میں ہے کہ زمین میں دفن کر کے نظروں سے اوجھل کیا جائے یا جلا کر ! [1]

جہاد

(۱۹) جہاد ایک مقدس فرض ہے مگر اس کا معنٰی یہ ہے کہ مقدس اصول کے لیے انسان اپنے اندر جذبۂ فدائیت پیدا کرے، یہاں تک کہ وہ اپنی ہستی ان اصولوں کے لیے فنا کر دے ! ! [2]

س : یہ نظام دیگر اِزموں مثلاً کمیونزم، سوشلزم، کیپٹلزم اور امپیریلزم سے کس لحاظ سے بہتر ہے اور کیونکر ؟ ؟

کمیونزم : (COMMUNISM)

(۱) کمیونزم کے علمبردار عموماً دہریے ہیں منکر خدا اور رسول ہیں گویا ان کے پیش ِنظر صرف اصلاحِ معاش و معاشرہ ہے اور وہ فکرِ معاد (موت کے بعد آخرت کی فکر) سے عاری ہیں ! ! !

(۲) کمیونزم ملوکیت کے خلاف جذباتی اور شدید ردِّعمل کی پیداوار تھا ! اس لیے اس میں اس وقت غیر فطری حد تک ذاتی ملکیت کی نفی کی گئی تھی جو غلط تھی بعد میں تجربات کی روشنی میں اس میں ردّ و بدل کیا گیا ہے اور یہ عمل ہنوز جاری ہے ! ! !

اسلام ان دونوں خرابیوں سے پاک ہے اس میں فطرتِ انسانی کے مطابق قوانین بتائے گئے ہیں
اسلام ان قوانین کو پہنچانے والے رسولوں پر اور انہیں بھیجنے والے خدا پر ایمان ضروری قرار دیتا ہے ! !

---

[1] حجة اللّٰہ البالغة باب اصل الدین واحد. البدور البازغه ، فصل حقائق الارتفاقات اور مقاله ثالثه وغیره

[2] البدور البازغة ، مبحث الارتفاق الثالث وحجة اللّٰہ البالغة ج۲ ص ۱۵۷

وہ فطرت کو آخری طاقت نہیں مانتا بلکہ ایک غیبی طاقت کو صانعِ عالم اور صانعِ فطرت مانتا ہے ! !

وہ مخلوقات کے ازلی ابدی ہونے کا قائل نہیں خالق کے ازلی ابدی ہونے کا قائل ہے ! !

سوشلزم : (SOCIALISM)

اصلاح معاشرہ کے لیے فکرِ انسانی سے تیار کردہ قواعد و قوانین کا نام ہے ! اس میں نَفِی اِلٰہٗ (معبود کی نفی) نہیں ہوتی ! اگر یہ فقط انسانی سوچ پر مبنی ہو تو غلط ہے !

اور اگر اس میں احکام شرعیہ ملحوظ رکھے جائیں تو اسے ''اسلامی سوشلزم'' کہنا درست ہوگا ! !

کیپٹیلزم : (CAPITALISM)

سرمایہ دارانہ نظام ہے اسلام نے اسے منع کیا ہے سُورۃ التَّکَاثُرْ [1] اور سُورۃُ الْھُمَزَۃِ [2] وغیرہ میں اس کی مذمت و ممانعت ہے ! اور عبرت کے لیے قارون کے واقعہ اور اس کے انجامِ بد کا ذکر بھی قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے ! !

امپیریلزم : (IMPERIALISM)

''شہنشاہیت'' کی مذمت فرعون کے واقعات کے ضمن میں جابجا قرآن پاک میں موجود ہے اور گمراہ کن وزیروں کی بھی ! !

قرآن کریم ان کو '' مُسْتَکْبِرِیْنَ '' فرماتا ہے اور ان کے مقابل عوام کو '' مُسْتَضْعَفِیْن '' [3] ارشادِ ربانی ہے :

﴿ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَ لَقَدْ جَآءَ ھُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْ سَابِقِیْنَ . فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِہٖ فَمِنْھُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِ حَاصِبًا وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَخَذَتْہُ الصَّیْحَۃُ وَ مِنْھُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِہِ الْاَرْضَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴾ [4]

---

[1] پارہ ۳۰ [2] پارہ ۳۰ [3] دیکھیے پارہ ۸ سورۂ اعراف آیت ۷۵ و ۷۶ ذکرقومِ ثمود اور آیت ۸۸ آغاز پارہ ۹ ذکرقومِ شعیب علیہ السلام اور پارہ ۲۲ سورۂ سبا آیت ۳۱، ۳۲، ۳۳

[4] سورۃ العنکبوت : ۳۹ ، ۴۰

''اور ہلاک کیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پہنچا تو یہ ملک میں بڑائی کرنے لگے اور ہم سے جیت جانے والے نہ تھے پھر سب کو ہم نے اپنے اپنے گناہ پر پکڑا تو ان میں سے کچھ پر ہم نے ہوا سے پتھراؤ کا عذاب بھیجا ! اور کچھ کو ''چنگھاڑ'' نے پکڑا ! اور کوئی تھا کہ ہم نے اسے زمین میں دھنسا دیا ! اور کوئی تھا کہ ہم نے اسے غرقِ آب کردیا ! اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہ اپنا آپ ہی برا کیا کرتے تھے''

قرآن کریم میں عادتُ اللّٰہ بتلائی گئی ہے

﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۨ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا . اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴾[1]

''جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آیا تو ان کا بدکنا اور زیادہ ہوگیا روئے زمین پر غرور و تکبر اور برے کام کے داؤ پیچ اور برائی کا داؤ ان ہی داؤں والوں پر اُلٹے گا تو کیا وہ پہلے گزرنے والوں کے دستور کے انتظار میں ہیں تو ہرگز تم اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ ہی اس کا دستور ٹلتا پاؤ گے ! کیا ان لوگوں نے زمین پر سفر نہیں کیا کہ دیکھ لیں کہ ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے کیسا انجام ہوا اور وہ ان سے زور میں بہت زیادہ تھے۔ اور اللہ وہ نہیں جس کو کوئی چیز آسمانوں یا زمین میں تھکا سکے، وہی ہے جو سب کچھ جانتا اور کرسکتا ہے'' ! !

---

[1] سورۃ الفاطر : ۴۲، ۴۳، ۴۴

س : اسلام میں ملکیت کا تصور کیا ہے ؟ یعنی ایک آدمی زیادہ سے زیادہ کتنی اراضی کا مالک ہوسکتا ہے ؟ ؟

ج : اسلام میں ذاتی ملکیت تسلیم کی گئی ہے ! بے حساب مال تو ناجائز ذرائع آمدنی سے حاصل ہوتا ہے اور وہ اسلام میں ممنوع ہے ! تاجر کو بھی دس فیصد سے زیادہ نفع نہیں لینا چاہیے !

اسلام کے اقتصادی نظام سے درمیانہ طبقہ کی تعداد زیادہ ہوجاتی ہے نچلا طبقہ بہت ہی تھوڑا رہ جاتا ہے اور لامحدود دولت کسی کے پاس نہیں ہونے پاتی ! ! اگر کسی نے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہے تو تھوڑی ہو یا زیادہ سب ضبط کرلی جائے گی !

اور اگر کسی نے جائز ذرائع سے زمین حاصل کی ہے تو ''تحدید ملکیت'' کے بجائے ''تحدید انتفاع'' کی جائے گی کہ جتنی زمین وہ خود کاشت کرسکتا ہے یا جتنی زمین کی کاشت اس کے گزارہ لائق آمدنی کے واسطے کافی ہے وہ اس کی تحویل میں چھوڑ دی جائے گی، اس سے زیادہ جتنی بھی زمین ہوگی وہ دوسرے ضرورت مندوں کو نفع حاصل کرنے کے لیے دے دی جائے گی ملکیت اسی شخص کی رہے گی ! !
اسلام میں ''تحدیدِ ملکیت'' کے الفاظ کے بجائے ''تحدید اِنتفاع'' پر نظر رکھی گئی ہے ! ! !

س : اسلام کے ابتدائی دور میں (بڑی) صنعتیں نہیں تھیں آج کے دور میں یہ ذرائع آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے ، کیا صنعتیں حکومت کی ملکیت ہوں گی یا نجی ؟ ؟

ج : ایسی تمام صنعتیں کہ جس کے لیے مشینیں منگوانے کا بندوبست حکومت کرتی ہے اور ان کی رقوم کی ادائیگی فارین ایکسچینج (FOREIGN EXCHAGE) کے ذریعہ کی جاتی ہے وہ سب حکومت کی مِلک ہوگی ان کی آمدنی اسٹیٹ بینک میں جائے گی جو کاروبار حکومت چلانے اور بے روزگار و محتاج لوگوں کے وظائف میں صرف ہوگی ! ! (اسی ذیل میں اسمگلنگ بھی آتی ہے کیونکہ اس کا بار کرنسی کی وساطت سے سارے ملک اور عوام پر پڑتا ہے) ! ! البتہ چھوٹی صنعتیں صنعتکاروں کی مِلک رہیں گی ! !

س : زکوۃ بھی اقتصادیات کا بہت بڑا حصہ بنتی ہے جبکہ فقہ جعفریہ کے مطابق آج کل لوگ زکوۃ سے انحراف کرر ہے ہیں ! ! ؟

ج : زکوۃ ''اموالِ باطنہ'' یعنی روپیہ اور سونے اور چاندی پر جبراً وصول کرنا اسلامی رو سے غلط ہے

البتہ اگر مالکِ مال خود اپنی مرضی سے بیت المال کو دے دے تو اس کا اسے اختیار ہے ! !
''اموالِ ظاہرہ'' مثلاً وہ مویشی جنہیں چراگاہوں میں چرایا جاتا ہے اور زمین کی پیداوار جن میں سبزی ترکاری سے لے کر باغات تک داخل ہیں اسلامی حکومت عشری زمینوں سے ''عشر'' اور خراجی زمینوں سے ''خراج'' وصول کرے گی ! !

پاکستان میں قانون ''فقہ حنفی'' کا چلے گا البتہ شیعہ حضرات کے لیے جو شاید تین فیصد ہیں ''فقہ جعفری'' ہوگی گویا ایک طرح کی پرسنل لا ہوگی وہ اپنی زکوٰة اپنے لوگوں کو اپنے طریقہ پر دے سکیں گے ! !

س : بینکاری سسٹم سودی رائج کیا جائے گا یا غیر سودی ؟ ؟

ج : بینکوں کا نظام غیر سودی ہوگا چاہے مضاربت کی شکل اختیار کی جائے ! پی ایل ایس کی بنیاد پر یا کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم پر کسی حساب سے صاحبِ مال سے بینک اس کے مال کی حفاظت کی رقم لیتا رہے ! اس سے اپنے اخراجات میں مدد لے، بینک اگر اس کام کی کوئی مناسب اجرت لے تو یہ اس کا حق ہے ! !

س : آج کے دور میں بین الاقوامی سطح پر قرضوں کا تمام لین دین سود کی بنیاد پر ہے
آیا اسلامی اسٹیٹ بین الاقوامی سطح پر اپنا لین دین بند کردے گی ؟ ؟
اگر بند کردے گی تو کیا یہ معاشی لحاظ سے اسٹیٹ پر بوجھ نہیں ہوگا ؟ ؟

ج : بین الاقوامی لین دین میں شرعاً یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جس ملک سے لین دین ہو رہا ہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ! اگر وہ ملک غیر مسلم ہے اور وہ ہم سے سود پر لین دین کرتا ہے تو مسلمان ملک کے لیے اس سے سودی لین دین جائز ہے ! ! آغاز اسلام سے یہ مسئلہ اسی طرح چلا آرہا ہے ! !

س : اسلام میں مساوات کا تصور کہاں تک ہے ؟ ؟

ج : اسلام میں مساوات کی بہت ہی تاکید سے تعلیم دی گئی ہے اور سخت احکام جاری فرمائے گئے ہیں کوئی شخص دوسرے کی توہین نہیں کرسکتا، گالی نہیں دے سکتا، تہمت نہیں لگا سکتا، مار نہیں سکتا ! !
اسلام میں عزتِ نفس کو بہت اہمیت دی گئی ہے حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا ہے کہ

''تمہاری آبروئیں تمہارے مال ایک دوسرے کے لیے ہر جگہ اسی طرح حرام ہیں جیسے آج حج کے دن اس مہینہ اور اس شہر مقدس میں'' ! ! !

اور اس معنٰی میں مساوات کہ بیٹا یا بیٹی باپ کی برابری کرے، اسلام میں نہیں ہے ! !

کسی کو خاندان کی وجہ سے، رنگ نسل اور وطن کی وجہ سے کسی دوسرے پر فضیلت نہیں ہوگی سب برابر ہیں

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی عَجَمِيٍّ [1] کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے ! !

اسلام نے بڑائی تکبر کو حرام قرار دیا ہے اور مساوات بلکہ اکرام اور ایثار کی تعلیم دی ہے ! !

سورہ حشر میں ہے کہ

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [2]

''اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ خود شدید ضرورت مند ہوں''

البتہ یہ صورت کہ حکومت سب کو ایک سا راشن دیا کرے، قحط کے زمانہ میں جائز ہے ورنہ نہیں ! !

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ قحط میں ایسا کیا تھا ! !

س : کیا غلامانہ تصور، اسلام کا صحیح ہے ؟ غلام کا کیا قصور ہے ؟ اس کے حقوق اتنے کیوں نہیں جو دوسرے کو ہیں ؟ کیا وہ انسان نہیں ؟ اگر انسان ہے تو پھر اس پر یہ ظلم کیسے روا ہے ؟ ؟

ج : اسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے ! اس طرح آزاد شخص اپنی اولاد کو غلام بنا دیا کرتا تھا ! افریقہ سے سوڈانیوں کو خرید کر لایا جاتا تھا ! !

مگر اسلام نے اسے قطعاً ناجائز قرار دیا ہے حتی کہ اگر کوئی کافر اپنی اولاد کو بیچ دے اور مسلمان خرید لے تو بھی وہ بچہ یا بچی غلام اور باندی نہیں بنیں گے ! وہ اس شخص کے ''پرورده'' کہلائیں گے [3] غلام یا باندی نہیں کہلائیں گے ! !

اسی طرح اسلام سے پہلے یہ طریقہ بھی تھا کہ آدمی کو اغوا کر کے بیچ دیا کرتے تھے ! جیسے حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ کیا گیا تھا ! اس طریقہ کو بہت سختی سے حرام قرار دیا گیا ! !

---

[1] مُسند احمد رقم الحدیث ۲۳۴۸۹ [2] سورۃ الحشر : ۹ [3] زیرِ پرورش

تیسری صورت یہ تھی کہ جنگ میں قید ہو کر آنے والوں کو غلام اور باندی بنایا جاتا تھا جنگی قیدی نہ بنایا جاتا تھا ! تو آج یہ صورت دشمن کے روّیہ پر موقوف ہے اگر ہمارا دشمن خدانخواستہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائے گا تو ہم بھی (جواباً) اس کے قیدیوں کو غلام بنائیں گے !

اور اگر وہ فقط قید رکھے گا تو ہم بھی فقط قید رکھیں گے !

لیکن اگر وہ ہمارے جنگی قیدیوں کو تکلیف میں رکھے گا تو ہم اس کے قیدیوں کو تکلیف میں نہیں رکھ سکتے ! اسلام نے تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں دی ! بلکہ ہم ان کے ساتھ حسن سلوک ہی کا مظاہرہ کریں گے اور قیدی کی ضروریات پوری کی جائیں گی ! ! !

حامد میاں غفرلہٗ

اتحادِ اُمت اور عظمت صحابہؓ و اہلِ بیتؓ

ہم دین اسلام کے مقدس شعائر، دفاعِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور محبت اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کو اپنے ایمان کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامِ حق کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے بے مثال قربانیاں دیں جبکہ اہلِ بیتِ اطہار نے دینِ اسلام کی سربلندی، حق وصداقت اور صبر واستقامت کی عظیم مثالیں قائم کیں ! صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار دونوں اُمتِ مسلمہ کے لیے باعثِ احترام، محبت اور عقیدت ہیں اور ان کے خلاف گستاخی، نفرت انگیزی یا توہین آمیز روّیہ کسی صورت قابلِ قبول نہیں۔ اُمتِ مسلمہ کا اتحاد، امن اور استحکام اسی وقت ممکن ہے جب ہم باہمی احترام، اخوت اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دیں، یہ ادارہ حکومتِ پاکستان، دینی اداروں اور تمام طبقاتِ فکر سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اتحادِ اُمت، احترامِ مقدسات اور امن ورواداری کے فروغ کے لیے مؤثر اقدامات کریں تاکہ معاشرہ میں بھائی چارہ، محبت اور اسلامی اقدار کو مضبوط بنایا جاسکے۔

خطباتِ سید محمود میاںؒ

(٦)

محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیش نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

غزوات کیوں ہوئے ؟

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۲۷؍ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۲۸؍ فروری ۲۰۱۴ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

غزوات الرسول :

اسلام میں جو مشہور غزوات ہوئے ہیں جہاد ہوئے ہیں وہ کیوں ہوئے ؟ ان کی وجہ کیا تھی ؟ ان کا پس منظر کیا تھا ؟ غزوات کی تفصیل تو آپ حضرات سنتے ہیں ان کے ناموں سے بھی مسلمان عام طور پر واقف ہیں غزوہ بدر، غزوہ اُحد، وغیرہ، ستائیس یا اُنتیس غزوات ہیں جو نبی علیہ السلام نے کیے ہیں اس کے علاوہ جن میں آپ خود تشریف نہیں لے گئے وہ بے انتہا ہیں لیکن یہ ہوئے کیوں ؟

ان غزوات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

غزوات الرسول

شمار	نام	سن ہجری	مقام
1	غزوہ ابوا	۲ ہجری	ودان
2	غزوہ بواط	۲ ہجری	بواط
3	غزوہ ذی العشیرہ	۲ ہجری	العشیر
4	غزوہ بدرِ اُولیٰ (غزوہ سفوان)	۲ ہجری	وادی سفوان
5	غزوہ بدر الکبریٰ	۱۷ رمضان ۲ھ ۱۳ مارچ ۶۲۴ء	بدر
6	غزوہ بنی سلیم	۲ ہجری	قرقرالکدر
7	غزوہ بنی قینقاع	۲ ہجری	مدینہ منورہ
8	غزوہ سویق	۲ ہجری	قرقرالکدر
9	غزوہ ذی امر	۳ ہجری	ذوامر
10	غزوہ بحران	۳ ہجری	بحران
11	غزوہ احد	۳ ہجری	جبل احد
12	غزوہ حمراء الاسد	۳ ہجری	حمراء الاسد
13	غزوہ بنی نضیر	۴ ہجری	اطراف مدینہ منورہ
14	غزوہ ذات الرقاع	۴ ہجری	ذات الرقاع
15	غزوہ بدر الصغریٰ	۴ ہجری	بدر

شمار	نام	سن ہجری	مقام
16	غزوہ دومۃ الجندل	۵/ہجری	دومۃ الجندل
17	غزوہ بنی المصطلق (المریسیع)	۵/ہجری	المریسیع
18	غزوہ خندق	۵/ہجری	مدینہ منورہ
19	غزوہ بنی قریظہ	۵/ہجری	اطراف مدینہ منورہ
20	غزوہ بنی لحیان	۶/ہجری	غران
21	غزوہ ذی قرد	۶/ہجری	ذوقرد
22	غزوہ حدیبیہ	۶/ہجری	حدیبیہ
23	غزوہ خیبر	۷/ہجری	خیبر
24	غزوہ عمرۃ القضاء	۷/ہجری	مکہ مکرمہ
25	غزوہ موتہ	۸/ہجری	موتہ
26	فتح مکہ	۸/ہجری	مکہ مکرمہ
27	غزوہ حنین	۸/ہجری	وادی حنین
28	غزوہ طائف	۸/ہجری	طائف
29	غزوہ تبوک	۹/ہجری	تبوک

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش ہوئی وہیں جوان ہوئے وہیں آپ کی شادی ہوئی اور وہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی اور آپ نے اپنی اولاد کی شادی بھی مکہ مکرمہ میں اپنے ہی قبیلے میں کی اور آپ کو وہیں اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا، آپ کی عمر چالیس سال ہوئی تو آپ کو نبوت عطا ہوئی ! نبوت سے پہلے بھی آپ کا زمانہ وہیں گزرا، مکہ کے سارے لوگ آپ سے محبت بھی کرتے تھے اور عقیدت بھی رکھتے تھے ! ! !

نبی علیہ السلام کسی کے دشمن نہیں بنے :

لیکن جب آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور اللہ کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اعلان کیا تو وہی چاہنے والے دشمن بن گئے، آپ کسی کے دشمن نہیں بنے یا تو یہ ہوتا کہ آپ دشمن بنتے ایسا نہیں ہے، آپ کے ساتھی جو آئے آپ کے ساتھ وہ دشمن بنے ہوں کسی کے، ایسا بھی نہیں ہے، بلکہ وہ لوگ جو آپ کو اچھا کہتے تھے وہ آپ کے دشمن بن گے ! اگر نبی علیہ السلام دشمن بنتے تو سوال ہو سکتا تھا آپ ساری زندگی ان میں رہے ان میں ہی پرورش پائی ان ہی میں آپ کی اپنی شادی ہوئی پھر آپ نے اپنی بچیوں کی شادی کی، اب آپ ان کے دشمن کیوں بن گئے ؟ ایسا ہوا ہی نہیں ہے کہ آپ نے کسی سے دشمنی کی ہو بلکہ اہلِ مکہ جو قریش تھے وہ دشمن ہو گئے اور مخالف ہو گئے، گویا مخالفت کا عمل انہوں نے شروع کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ! !

اور ان کی وہ مخالفت اتنی بڑھی اتنی بڑھی اتنی بڑھی کہ عورتیں بچے آپ کو اذیت دیتے حتی کہ پتھر بھی مارتے اور طائف کے موقع پر آپ کو زخمی اور لہولہان کر دیا، آپ کے زخموں کا خون نیچے اُترتے ہوئے ٹانگوں سے نکل کر پیروں میں چلا گیا اور جوتوں میں جا کر جم گیا ! یہ بھی آپ کے ساتھ کیا گیا لیکن آپ نے کسی کے ساتھ ایسا نہیں کیا ! !

صحابہ کرامؓ کا عمل :

صحابہؓ نے بھی کسی کے ساتھ ایسا نہیں کیا کہ مارا ہو، پیٹا ہو، پیچھے لڑکے لگا دیے ہوں، تالیاں بجائی ہوں، مذاق اُڑایا ہو، صحابہؓ نے کسی کے ساتھ ایسا کیا ؟ ؟ یا اپنے بچوں سے کروایا ؟ ؟ ابوجہل کے پیچھے لڑکے لگوا دیے ہوں، ایسا نہیں ہوا، ابولہب کے پیچھے لگوائے ہوں، ایسا بھی نہیں ہوا، تاریخ دان جو مخالف اور دشمن ہیں ان کی تاریخ اٹھائیں گے تو ان کی کتابوں میں بھی ایسا واقعہ نہیں ملے گا کہ حضرت ابوبکرؓ نے یا حضرت عمرؓ نے یا فلاں نے اور فلاں نے فلاں کے پیچھے آوارہ لڑکوں کو لگا دیا، انہوں نے مذاق اُڑایا، تالی بجائی، ہنسی مذاق کیا، ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ کے ساتھ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ایسا ہوا ! !

حضرت ابو ذر غفاریؓ کا واقعہ :

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللّٰہ عنہ آئے ، وہ قبیلہ غفار کے تھے مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے پہلے مکہ مکرمہ آئے اور مکہ میں آکر کئی دن حرم شریف میں بیٹھے رہے ، ڈر کے مارے نبی علیہ السلام کا نہیں پوچھا حالانکہ یہ خود بھی بڑے آدمی تھے ، کسی کے گھر کا پتہ پوچھنا تو بری بات نہیں ہے ، کفار نے ایسی دہشت مکہ کے ماحول میں پیدا کر رکھی تھی کہ ایک مسافر جو آیا ہے وہ خوف کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے گھر کا پتہ معلوم نہیں کر سکتا ، وہیں پر زمزم پیتے رہے اور پڑے رہے حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ گزرے ان سے سوال کیا ، ان کی اُس وقت چھوٹی عمر تھی تو ان سے سوال جواب ہوئے ، انہوں نے کہا ایسا لگتا ہے آپ مسافر ہیں ؟ کہا ہاں ، میں مسافر ہوں ! انہوں نے حضرت علیؓ سے ڈر کے مارے کچھ نہیں پوچھا ، انہیں پتہ نہیں تھا کہ یہ کون ہیں ؟ اور حضرت علیؓ نے بھی مزید ان سے بات نہیں کی کہ پتا نہیں یہ کون ہیں ؟ کس کے مہمان ہیں ؟ اگر دشمن کا ہی مہمان ہوا اور اس کے گھر آیا اور میں نے سوال جواب اس کو بتائے تو ایک اور محاذِ جنگ کھل جائے گا ! پھر اگلے دن پوچھ گچھ ہوئی پھر سوال جواب ہوا تو حضرت علیؓ نے پھر پوچھا کہ آپ جس مقصد کے لیے آئے ہیں ، وہ آپ کو حاصل ہو گیا ؟ انہوں نے کہا نہیں وہ تو حاصل نہیں ہوا ، تو حضرت علیؓ نے کہا پھر آپ ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلیں ، جیسے مہمانوں کو پردیسی کو کوئی پوچھ لیتا ہے تو وہ ساتھ ہو لیے پھر انہوں نے سوال جواب کیے ! !

حضرت علیؓ نے کہا مقصد تو بتایئے ، انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا اگر تم راز رکھو تو بتاتا ہوں ! حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں راز رکھوں گا ، کیا مقصد ہے ؟ انہوں نے کہا ایک صاحب ہیں میں ان سے ملنے آیا ہوں وہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ، میرے یہاں اطلاع ملی تھی تو میں نے سوچا جا کر معلومات کروں ، ملوں کچھ خبر لوں ، کیا معاملہ ہے ؟ بھائی کو میں نے بھیجا تھا وہ آیا تھا وہ معلومات کر کے گیا ہے لیکن اس کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہوئی اس نے کوئی تفصیلات نہیں بتائیں بس خلاصہ بتایا ، اس لیے اب میں خود آیا ہوں ! تو حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ بالکل ٹھیک جگہ پہنچ گئے

بس میرے ساتھ فاصلے پر چلتے رہیے، وہ ساتھ چلتے ہوئے بھی ڈر رہے تھے، ان کفار نے ایسا خوف اور دہشت کا ماحول بنا رکھا تھا ! نبی علیہ السلام نے اور ان کے ساتھیوں نے نہیں بنایا وہ تو تھے ہی کمزور، بنا ہی نہیں سکتے تھے ! مارا کیوں نہیں ؟ کیونکہ اجازت نہیں تھی اللہ کی طرف سے، ہاتھ ہی نہیں اٹھانا، کچھ نہیں کرنا، معلوم ہوا لڑائی کا جھگڑے کا نام ونشان ہے ہی نہیں، کچھ بھی نہیں، پھر وہ جب گئے تو انہوں نے کہا میرے ساتھ چلتے رہیں دور فاصلے پر، اگر میں کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو میں دیوار کے ساتھ ایسے کھڑا ہو جاؤں گا جیسے جوتے کو یا تسمے کو درست کرنے لگا ہوں، اس طرح یا پیشاب کے بہانے ایک طرف ہو جاؤں گا تم پھر ادھر اُدھر منڈلاتے رہنا پھر جب ماحول اچھا ہوگا پھر میں چلوں گا تو تم ساتھ ساتھ فاصلے پر چلتے رہنا تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے، چنانچہ وہ اس طرح گئے اس ماحول میں ان کو لے کر حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے مکان میں جہاں آپ تشریف فرما تھے وہاں وہ بخیریت پہنچ کر داخل ہوئے اور ملاقات کی ! !

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری :

انہوں نے نبی علیہ السلام سے ملاقات کی اور ملاقات کرتے ہی سوالات کیے کہ میں نے ایسے ایسے سنا ہے، کیا یہ صحیح ہے ؟ نبی علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ یہ مسئلہ ہے تو وہ کہتے ہیں وَاَسْلَمَ مَکَانَہٗ اس قسم کے کلمات فرمائے کہ میں اسی جگہ مسلمان ہو گیا فوراً سنتے ہی آپ سے بات ہوتے ہی، اللہ نے دل میں ایمان اُتار دیا اور اسلام لے آئے، لیکن نبی علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا کہ دیکھو اپنا اسلام ظاہر نہ کرنا، خاموش رہو، چھپ کر رہو ! ایسی دہشت تھی ! !

آزادیٔ رائے :

یہ جو کہتے ہیں کہ آزادیٔ رائے ہونی چاہیے مغرب پروپیگنڈا کرتا ہے، یہ نبیوں پر اعتراض اور نبیوں پر گالم گلوچ کرنے کی اجازت مل جائے اس لیے کہتے ہیں کہ آزادی رائے ہونی چاہیے ! تو پھر یہ آزادی رائے کیوں نہیں دی ان کو، وہ کافر اِن ہی کے تو سردار تھے ان ہی کے بڑے ہیں

وہ ابوجہل ہوں، یہ ہوں، وہ ہوں، ان سب کے سردار ہیں وہ، یہ ان کے چھوٹے ہیں ان کے بڑوں کا بھی یہی کردار تھا ان کا بھی یہی ہے ، تنگ نظر ہیں ! !

تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے بالکل نہیں بتانا اپنے علاقے میں چلے جائیں ، خاموش رہیں، جب اطلاع ملے کہ ہم غالب آگئے ہیں یا ہم نے کھل کر یہ چیز کردی ہے تو پھر آجائیں، وہ ایک جوشیلے آدمی تھے کہنے لگے نہیں لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ میں تو اپنا اسلام ان کے بیچ میں جاکر حرم شریف کے بیچ میں جاکر ڈنکے کی چوٹ پر کہوں گا اعلان کروں گا ! !

چنانچہ حرم شریف میں آکر اعلان کیا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جب انہوں نے یہ کہا تو لوفر غنڈے بیٹھے تھے، اللہ کے گھر پر لوفروں کا قبضہ تھا وہ اٹھے انہوں نے کہا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الْفَاجِرْ اُٹھو اس بد دین کی طرف اور اُٹھ کر انہیں مارنا شروع کر دیا، اس طرح مارنا شروع کیا، اب انہیں لاتیں، ٹھڈے، گھونسے، تھپڑ مار رہے ہیں وہ سہہ رہے ہیں اور ان کے مارنے کا مقصد یہی تھا کہ ختم کر دیں جان سے ماردیں ! !

حضرت عباسؓ کی دھمکی :

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نبی علیہ السلام کے چچا تھے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن بہت ہوشیار اور سمجھدار آدمی تھے، بڑے متحمل اور بڑے دور بین قسم کے انسان تھے اسلام بھی لے آئے تھے اوروں سے پہلے لیکن نبی علیہ السلام کے حکم کی وجہ سے ظاہر نہیں کیا تھا تاکہ تم مسلمان ہو کر ان کے بیچ میں رہو، ان کے ہر مشورے ان کے پروگرام اور منصوبوں کا علم ہوتا رہے، پہلے تو تھے ہی نہیں مسلمان اور جب ہوئے بھی تو اس طرح رہے ان کے اندر، چھپ کر، ظاہر نہیں کیا، گھر میں کچھ پڑھتے ہوں گے چھپ کر کرتے ہوں گے عبادت، وہاں نہیں کرتے تھے ! تو حضرت عباسؓ نے جب یہ دیکھا کہ یہ تو ماردیں گے تو وہ آئے اور ان کے اوپر گر گئے تاکہ ان کو مارنے سے رک جائیں اور انہیں کہا کہ یہ غفار قبیلے کے ہیں ان کو تم مارتے ہو ؟ تمہاری تجارت کا راستہ وہاں سے گزرتا ہے

تمہارا ناطقہ بند ہو جائے گا اگر تم نے ان کا آدمی مار دیا تو وہ راستہ بند کر دیں گے ،تمہارے تجارتی قافلے آنے جانے بند کر دیں گے، تم دشمنی مول لے رہے ہو، غفار کا آدمی مارا جائے گا ! تو اس وجہ سے پیچھے ہٹ گئے جیسے غنڈہ ، بدمعاش، غنڈوں والی دھمکی ملے تو ہٹ جائے گا پیچھے، شریفانہ ملے تو نہیں ہٹتا ! اور جب ان کو غنڈوں والی دھمکی ملی کہ تمہارا ناطقہ بند ہو جائے گا دانہ پانی نہیں آسکے گا پھر پیچھے ہٹ گئے تو اس طرح ان کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنڈوں سے چھڑایا ! !

وہ بھی بڑے مضبوط آدمی تھے، ارادے کے پکے، وہیں رہے، گئے بھی نہیں واپس، شاید جا بھی نہیں سکتے ہوں گے فوری طور پر، اتنی چوٹیں لگ گئی ہوں گی کہ سفر کرنا بھی فوراً مشکل ہے، پیدل چلنا بھی پڑتا ہے اونٹ پر جاؤ تو بھی ، ہم جیسے آج کل کا مریض اگر اُونٹ پر بیٹھ جائے تو ویسے ہی مر جائے گا ایک فرلانگ کے بعد کیونکہ اُونٹ کے جھٹکے ہوتے ہیں اور ہم تو عادی ہو گئے ہیں اِس دور کے ! ! تو انہوں نے ایسے کیا کہ چھوڑ دیا، اگلے دن وہ پھر آئے انہوں نے پھر حرم کے بیچ میں آکر اعلان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں، پھر وہ لوفر اُٹھے پھر مارنا شروع کر دیا پھر اتفاق سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگئے یا وہ ایسی چیزوں پر نظر رکھنے کے لیے آس پاس رہتے ہی ہوں گے، پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو اوپر گرایا پھر انہیں یہی دھمکی دی کہ تم پھر وہی حرکت کر رہے ہو، تمہیں پتہ ہے کہ یہ اہلِ غفار میں سے ہیں ! پھر پیچھے ہٹے، اس طرح جان بچی ! !

مکہ کی زندگی میں تلوار اُٹھانے کی اجازت نہیں تھی :

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لائے ،لڑائی کا تو اس وقت سوال ہی نہیں تھا کیونکہ لڑائی کی تلوار اٹھانے کی اور جہاد کی تو ابھی اجازت ہی نہیں تھی ، مکہ کی زندگی میں تو لڑائی کی اجازت ہی نہیں تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ کر رہے ہیں ! ایک تو یہ منظر ہے کہ آپ اس دور میں یہاں پر ہیں اور اسلام اس طرح آرہا ہے اور غنڈے بدمعاش اور باطل قوتیں نبی علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ یہ سلوک کر رہی ہیں ! !

ایک دو چیزیں اور ان شاء اللّٰہ بتائیں گے اور پھر اس کے بعد نبی علیہ السلام کا مدینہ منورہ ہجرت فرمانا اور پھر اس کے بعد جہاد کی وجوہات کہ جہاد ہوا کیوں ؟ کیونکہ ان باتوں کا تعلق اس پس منظر سے ہے اس لیے بطور تمہید کے یہ باتیں بھی بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ عمل کی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے !

دعا کیجیے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور کچھ لوگ بیمار ہیں انہوں نے دعاؤں کے لیے کہلایا ہے، کچھ کی وفات ہوئی ان کے لیے بھی دعا کیجیے، طالب علم بھی کچھ بیمار ہیں ایکسیڈنٹ ہوا ہے ہسپتال میں ہیں ان کی شفا کے لیے دعا کیجیے، بارانِ رحمت کے لیے بھی دعا کیجیے اور ملک کے حالات بھی بہت خراب ہیں، باطل قوتیں ایسی ہیں جو اُکسا کر چاہتی ہیں کہ ایسی صورت ہو کہ خانہ جنگی ہو جائے تو اس قسم کے حالات پیدا کیے جارہے ہیں جنہیں سمجھنا بھی چاہیے اور آگے سب کو سمجھانا بھی چاہیے اور اللہ سے عافیت بھی مانگنی چاہیے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔(ادارہ)

ایک شعر کی تحقیق

مرسلہ : مولانا محمد عابد

ڈاکٹر معین نظامی (سابق صدر شعبہ فارسی اوری اینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور)

❁ ❁ ❁

''عرفی تو میندیش'' فارسی کا یہ بہت مشہور، مقبول اور تحریر وتقریر میں بکثرت رائج شعر عظیم شاعر عرفی شیرازی سے منسوب ہے اور عرفی کا نہیں ہے

عرفی، تو میندیش زِ غوغای رقیبان　　　آوازِ سگان کم نکند رزقِ گدا را

''عرفی، تم رقیبوں کی بک بک جھک جھک کی کوئی پروا نہ کرو، کتوں کے بھونکتے رہنے سے گداگروں کا رزق کم نہیں ہوا کرتا''

بہت برسوں کے بعد معلوم ہوا کہ اس شعر کے خالق خواجہ عصمت بخاری ہیں یعنی ایرانیوں کے بقول عصمت بخارائی جن کا دیوان شائع بھی ہو چکا ہے نیز شعر کی اصل صورت بھی یوں ہے :

عصمت، مکن اندیشہ زِ گفتارِ رقیبان　　　کآوازِ سگان کم نکند رزقِ گدا را

ہمارے مقامی ذوق نے

(۱) ایک تو نسبتاً غیر معروف شاعر عصمت بخارائی کی جگہ مشہور و مقبول شاعر عرفی کو دے دی !

(۲) دوسرا ''مکن اندیشہ'' کے فعلِ نہی مرکب کو فعلِ نہی مفرد ''میندیش'' بنایا اور خوب بنایا !

(۳) تیسرا تصرف یہ کیا کہ گفتار جیسے سیدھے سادے لفظ میں صوتی و معنوی شدت وحدت پیدا کرنے کے لیے اسے غوغا میں بدلا جو فارسی میں کتے کی آواز عوعو کے قریب تر ہے ! رقیبوں کی آواز کو محض گفتار کہنے سے واقعی تسکینِ خاطر نہیں ہوتی !

(۴) ہم نے اس شعر میں چوتھی ہنرمندی یہ دکھائی کہ دوسرے مصرعہ کے شروع میں سے ''کہ'' کو حذف کر کے مصرعہ کو آزاد کر دیا اور یوں یہ سبکِ ہندی کے عمومی مزاج کے قریب تر ہو گیا !

مجھے ذاتی طور پر آخری تینوں تصرفات بہتر ہی لگتے ہیں لیکن اب اسے اصل شاعر کے تخلص اور درست متن کے ساتھ ہی بولنا اور لکھنا ہوگا !

ویسے کوشش تو ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ تحریر وتقریر میں اس کے استعمال کی نوبت نہ ہی آئے !

یاد رہے کہ عرفی کے بلند قد وقامت کو یہ شعر چھن جانے سے کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ شاید اس میں اضافہ ہی ہوا اور خواجہ عصمت بخاری اس ایک شعر کے بل پر ہمارے علمی و ادبی حلقوں میں زیرِ مطالعہ نہیں آسکیں گے ! !

تصاویر میں ایک قلمی بیاض اور دیوانِ عصمت کے دو قدیم مخطوطات کے شواہد کے ساتھ ان کے مطبوعہ دیوان کے سرورق کا عکس شامل ہے ! مطبوعہ دیوان کے متن تک ان دنوں رسائی نہیں ہے، یہ کھوج کیسے لگا، اس موضوع پر مجھے یادداشت کے طور پر تفصیل سے الگ لکھنا ہوگا ! !

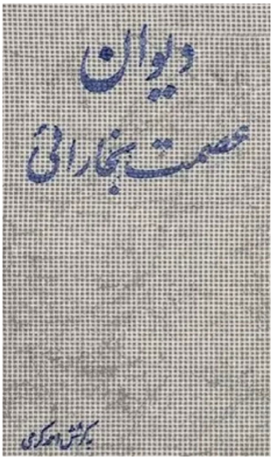

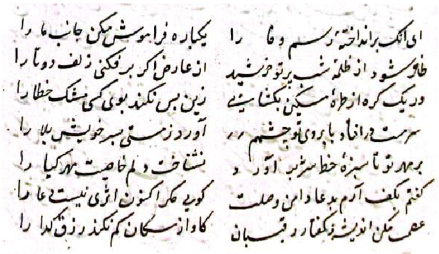

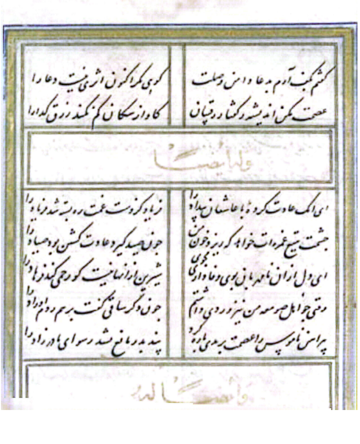

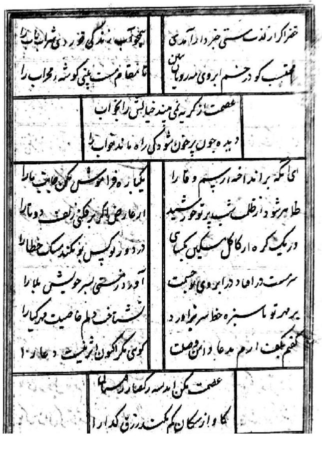

درسِ حدیث (۶) اسلامی مارشل قوانین (حصہ چہارم)

محمود الملة و الدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کیا کرتے تھے، ان کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

کسی کو اَمان دینے کا اسلامی قانون

(۸؍ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۹؍ فروری ۲۰۱۴ء)

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہ وَاَصْحَابِہ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اسلام میں ایک مسئلہ ہے کسی کو اَمان یعنی پناہ دینے کا ! اس میں اسلام نے بہت فراخی سے بڑے کھلے دل سے کام لیا ہے، یہ بھی بین الاقوامی مسئلہ ہے، سرحدوں کا مسئلہ ہے کہ کسی مجاہد نے، کسی عورت نے، کسی غلام نے، کسی ذمی نے لڑائی کے دوران کسی دشمن کو اَمان دے دی، سب کے بارے میں تفصیل سے اس میں احکامات ہیں کہ کیا ان کا اَمان معتبر ہوگا ؟ ان کے اَمان دینے کے بعد وہ آ گیا ان کے پاس تو کیا یہ اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟ اور اس کو قتل کر دیا جائے گا یا گرفتار کر لیا جائے گا ؟ اس بارے میں اسلام نے بہت اعلیٰ ظرفی اور برتری کا مظاہرہ کیا، اس کے ضمن میں بہت سے مسائل ہیں سارے تو بتانے مشکل ہوتے ہیں اس میں کہیں کہیں سے کچھ چیزیں بیان کریں گے ان شاء اللہ !

آزاد عورت کی اَمان قبول کی جائے گی :

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں آتا ہے انہوں نے فرمایا اِنْ کَانَتِ الْمَرْأَةُ لِتَأْجُرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَيَجُوْزُ ذٰلِكَ اَىْ تُعْطِى الْاَمَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اگر عورت مسلمانوں پر کسی کو اَمان دے دے، کوئی عورت محاذِ جنگ پر ساتھ گئی ہوئی ہے اور وہ کسی مشرک کو کہہ دے یا جو دشمن اس کے گھر میں آکر چھپ گیا اور عورت کہے میں نے تمہیں اَمان دے دی تو کہتے ہیں کہ سارے مسلمانوں پر اس کی اَمان لازم ہو جائے گی !

اسی قسم کے ارشاد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھی ہیں وہ بھی یہی بات نقل فرماتی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اصول بتایا ہے ! حضرت عمرؓ تو مشہور ہیں کہ بڑے سخت ہیں لیکن یہ حال ہے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر کسی عورت نے کسی مشرک کو چھپا لیا بچا لیا یا یہ کہہ دیا میں نے اسے اَمان دی تو ہم سب عورت کی اَمان مانیں گے، ہماری فوج کا سردار جو ہے سالار اور سپاہی سب اس کی اَمان کا احترام کریں گے اور اس مشرک کو کچھ نہیں کہہ سکتے ! اسلام نے اس میں عورت کی بھی برتری دکھائی ! یہ جو کہتے ہیں اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام میں تو عورت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، بڑا مار کوٹ کے، دبا کر کچل کر رکھتے ہیں خواتین کے تو کوئی حقوق ہی نہیں ہیں، جانوروں کی طرح رکھتے ہیں، یہ سب جھوٹ ہے بالکل جھوٹ، سفید جھوٹ ! !

اسلام نے عورت کو عزت دی ہے :

اسلام نے بہت سی چیزوں میں عورت اور مرد برابر کیے ہیں، مساوات رکھی ہے، بلکہ کفار نے عورتوں کو کھلونا بنایا ہے، اسلام نے عورت کو عزت دی ہے کھلونا نہیں بنایا، انہوں نے اسے بے وقوف اور کھلونا بنا دیا، اشتہار کا ذریعہ بنایا، اپنی عیش و عشرت اور تفریح کا ذریعہ بنایا، ''آزادی'' کے نام پر اس کو بازاروں میں نچا دیا اور ننگا کر دیا ! نام آزادی کا ہے، اب وہ آزادانہ پھر رہی ہے ننگی پھر رہی ہے فیشن کر رہی ہے اور غنڈے بدمعاش لوفر لوگ اسے دیکھ دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں

اور اپنا وقت گزارتے ہیں، یہ آزادی نہیں یہ تو بے حیائی ہے ! ''آزادی'' کے لفظ کے نام سے عورت بھی بیوقوف بن گئی اور اپنے آپ کو اس نے تماشا بنا دیا، ہر غنڈہ بدمعاش اسے دیکھ رہا ہے حالانکہ اسلام نے عورت کو عزت دی ہے، تو یہ تو قیمتی چیز ہے، قیمتی چیز کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے بازاروں میں نہیں رولا جاتا ! لیکن کافروں نے تو عورت کو ذلیل کر دیا، اسلام نے عورت کو عزت دی اسے حقوق دیے اور اس کو بے شمار چیزوں میں مردوں کے مساوی کر دیا ! اس میں بھی آگیا کہ جیسے مرد کسی کو اَمان دے گا اگر عورت نے اَمان دی تو وہ بھی قبول کی جائے گی ! !

غلام کی اَمان قبول کی جائے گی یا نہیں ؟

اب غلام کا کیا حکم ہے ؟ اگر ہمارے مسلمانوں کے پاس غلام ہیں، اور غلام اپنے آقا کے ساتھ محاذ پر بھی چلے جاتے ہیں لڑنے کے لیے، بغیر لڑے خدمت کے لیے بھی چلے جاتے ہیں، کسی اور کام کے لیے بھی چلے جاتے ہیں لیکن ہے وہ مسلمان ! اور اگر اس مسلمان غلام نے کسی دشمن کو اَمان دے دی تو یہ مانی جائے گی یا نہیں ؟

تو فرماتے ہیں فَلَا اَمَانَ لَهٗ اس کی امان معتبر نہیں ہے ! اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ یُقَاتِلُ ہاں اگر یہ لڑائی میں شریک ہے یہ بھی لڑ رہا ہے تلوار لے کر نیزے لے کر یا تیر لے کر جیسے آج کل بندوق ہے راکٹ لانچر ہے کوئی اور ہتھیار جو آج کا ہے وہ لے کر شریک ہے تو اگر اس نے امان دی پھر تو معتبر ہے ! اور اگر یہ ویسے ہی ساتھ آیا ہوا ہے آقا کی خدمت کے لیے، اونٹوں کا جانوروں کا خیال رکھنے کے لیے، جیپ کا ٹرک کا خیال رکھنے کے لیے، مالک ساتھ لے آیا، خیمہ کھولنا ہے باندھنا ہے لگانا ہے اٹھانا ہے، یہ ان کاموں کے لیے ساتھ آیا ہوا ہے، پھر اس نے کسی کافر کو اَمان دی یہ نہیں مانی جائے گی، یہ اَمان معتبر نہیں ہے !

یہ تفصیل حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اور قول ہے ! اور یہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت ہے ! اور دوسری روایت بھی امام ابو یوسفؒ سے

آتی ہے اور وہ امام محمدؒ کی بھی ہے کہ اَمَانُہٗ صَحِیْحٌ قَاتَلَ اَوْ لَمْ یُقَاتِلْ قتال کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو اس کی امان معتبر ہے ! تو معلوم ہوا کہ بعض ائمہ کی رائے ہے کہ اس کی اَمان بھی معتبر ہے ! !

مطلب یہ ہے کہ کوئی امام بھی تعصب کی وجہ سے یہ فیصلہ نہیں دے رہا، جو امام یہ کہتے ہیں امان نہیں ہے وہ بھی تعصب کی وجہ سے نہیں کہہ رہے بلکہ دلیل دے رہے ہیں ! اور جو امام یہ کہتے ہیں کہ مانی جائے گی وہ بھی دلیل دے رہے ہیں، دونوں دلیل دے رہے ہیں ! !

امام محمد رحمة اللہ علیہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ ہے تو مسلمان، چاہے غلام ہے لیکن مسلمان تو ہے لِاَنَّہٗ مُسْلِمٌ مِنْ اَھْلِ نُصْرَةِ الدِّیْنِ بِمَا یَمْلِکُہٗ جو اس کے بس میں ہے اُتنی وہ دین کی نصرت کا اہل ہے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ دین کی مدد کا اہل ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کی اَمان معتبر ہوگی ! !

اَمان دین کی نصرت ہے :

اور یہ جو اَمان ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ امان خود دین کی نصرت ہے، اس میں بھی نصرت کے معنٰی پائے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴾ سورۂ فتح میں ہے ہم نے آپ کو فتح مبین دی ہے اور یہ نازل ہوئی ہے صلح حدیبیہ میں اور صلح حدیبیہ میں یہی ہوا تھا کہ اَمان دے دی تھی، اس سے پہلے جو قافلے کافروں کے آتے جاتے تھے مسلمان ان پر حملہ کرتے تھے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا اور مدینہ منورہ تک پہنچ گئے تعاقب کرتے ہوئے حالانکہ وہ بیچارے گھر بار چھوڑ کے ہجرت کر کے مدینہ گئے، لڑنے تو نہیں گئے کہ جا کر وہاں اللہ کی عبادت کریں بس یہ مقصد تھا، وہاں جا کر نبی علیہ السلام نے عبادت کی صحابہ نے عبادت کھلے عام شروع کر دی ! !

یہودیوں سے معاہدے :

نبی علیہ السلام نے یہودیوں سے مصالحت اور معاہدے کر لیے، لڑنے والا معاہدے تھوڑی کرتا ہے ! ! پھر دائیں بائیں مدینہ کی جو اور آبادیاں ہیں وہاں نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے امن

کے معاہدے شروع کر دیے، بہت زبردست اس کی شقیں ہیں آٹھ دس شقوں کا معاہدہ ہوا کہ ہم اور تم ایک ہیں، ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے، تم پر جو حملہ کرے گا ہم پر حملہ تصور ہوگا ! اور جس سے تم معاہدہ کرلو گے اس سے ہمارا معاہدہ تصور ہوگا، ہم جس سے معاہدہ کریں گے تمہارا معاہدہ تصور ہوگا ! تو نبی علیہ السلام نے وہاں یہودیوں سے معاہدے کیے !

دہشت گرد، بدعہد اور بدعنوان کون ہیں ؟

جو امن والا ہوتا ہے وہ معاہدے کرتا ہے جو امن والا نہیں ہوتا وہ معاہدے نہیں کرتا ! انہوں نے وہاں سے بیٹھ کر دھمکیاں دیں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ والوں کو، نہیں تو نکال دیں گے، نہیں تو ہم آکر یوں کردیں گے یوں کردیں گے اور تمہیں بھی ہم یوں کریں گے، اوس اور خزرج کو بھی دھمکیاں دیں تو دہشت گرد اور غنڈے بدمعاش تو یہ کافر ہیں کہ جب مسلمان چلے گئے تو تم اب ان کے پیچھے کیوں جا رہے ہو ؟ پہلے ایک ایک کر کے نکالتے رہے اور نکل کے وہاں پہنچ گئے اور چار پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر، اب تم وہاں کیوں جاتے ہو ؟ وہاں بھی بھیجنا شروع کر دیا لڑائیاں شروع کر دیں اور مخالفت شروع کر دی اور تعاقب میں آتے تھے تو جب یہ صورت تھی تو پھر مسلمان مجبور ہو کر ان کے قافلوں کو پکڑتے تھے ! تو اب یہ معاہدہ جب ہو گیا تو اس میں یہی تھا کہ اب نہیں پکڑیں گے امان دیں گے تم بھی کام کرو، ہم بھی کام کریں، تم بھی تجارت کرو ہم بھی تجارت کریں، ہم اسلام کا فروغ اور اس کی دعوت بھی دیں گے اس میں بھی آزاد ہو گئے نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ لیکن اس معاہدے کو بھی خود انہوں نے توڑ دیا کچھ دنوں بعد، مشرکین نے توڑا، نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے نہیں توڑا ! تو دہشت گرد، بدعہد اور بدعنوان کون ہیں ؟ کافر ہیں، مسلمان نہیں ہیں اسلام کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں !

تو کہتے ہیں کہ اَمان بھی نصرت ہے دین کی کیونکہ قرآن نے کہا ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴾ یہ صلح حدیبیہ کا موقع ہے اور اسے فتح مُبین کہا اس کو نصر اور مدد بھی کہا وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ فَتْحًا مُّبِيْنًا وَ نَصْرًا عَزِيْزًا اس لیے امام محمدؒ کہتے ہیں کہ یہ بھی دین کی نصرت ہے تو اگرچہ وہ غلام ہے لیکن اہلِ نصرت

میں سے ہے اور اَمان بھی نصرت ہے دین کی وَالْاَمَانُ نُصْرَةٌ بِالْقَوْلِ یہ قولی نصرت ہے، زبان سے، میں نے تمہیں امان دی، ایک ہاتھ سے مدد ہوتی ہے، ایک مال سے مدد ہوتی ہے، ایک جان سے مدد ہوتی ہے، ایک زبان سے مدد ہوتی ہے، یہ نصرتِ قولی ہوگئی، فرماتے ہیں کہ یہ اَمان معتبر ہے ! !

یہاں بین الاقوامی ضابطے پتہ چل رہے ہیں ! دوسرا ملک کا کافر اس ملک میں آیا ہوا ہے اَمان معتبر ہے، دیکھیے ائمہ کا ظرف کتنا عالی ہے !

ائمہ کرامؒ کی اعلیٰ ظرفی !

اب اس میں کوئی امام دوسرے امام کو برا نہیں کہہ رہا جیسے امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ کہیں کہ امام صاحب تو کافروں کے معاملہ میں بڑے سخت ہیں، ایسا نہیں ہے، امام محمدؒ یہ نہیں کہہ رہے امام ابوحنیفہؒ کو ! اسی طرح امام ابوحنیفہؒ یا ان کے حامی امام محمدؒ یا امام ابو یوسفؒ کے اس قول کی وجہ سے اُنہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ تو ایسے ہی ہیں کچے مسلمان ہیں ان کا ایمان بھی کچا ہے، ایسے ہی ان کی حمایت کر رہے ہیں یہ تو منافقین کے ساتھ ہیں، کوئی ایسی بات کبھی نہیں سنی گئی، بس دلیل سے بات کرتے ہیں ! جیسے باادب، تمیزدار اور مہذب قوموں کا طریقہ ہے، یہ تہذیب کی بہت زبردست مثال ہے، گفتگو ہو رہی ہے دلیل دے رہے ہیں ! اور ہر ایک دوسرے کی دلیل کا احترام کرتا ہے، کہیں مذاق اڑایا امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے کسی نے امام محمدؒ کی دلیل کا یا امام محمدؒ کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ کی دلیل کا ؟ ؟ ہو ہی نہیں سکتا ! آج تک اس گئے گزرے دور میں نہیں ہوتا ! !

اساتذہ اور طلباء بھی مہذب ہیں :

کہیں آپ نے دیکھا کوئی طالب علم خدانخواستہ امام محمدؒ کو برا کہتا ہو ؟ تصور بھی نہیں کرسکتا ! کسی موقع پر امام ابو یوسفؒ کو برا کہہ رہا ہو مقابلے میں، کسی موقع پر امام ابوحنیفہؒ کو ؟ اتنا تو کہے گا کہ ان کی دلیل وزنی معلوم ہوتی ہے ان کی دلیل کے مقابلے میں اور دونوں کی دلیلوں کا احترام کرتے ہیں یہ تو کرسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی بھی نہیں کرتا۔ یہ مزاج آج تک اس گئے گزرے دور میں طالب علموں

تک کا مزاج بن گیا ہے تو اس معاملے میں اتنے مہذب ہیں اساتذہ بھی اور طلبہ بھی !

امام محمدؒ کی دلیل :

امام محمد رحمة اللّٰه علیه فرماتے ہیں لِاَنَّہٗ مُسْلِمٌ مِنْ اَھْلِ نُصْرَةِ الدِّیْنِ بِمَا یَمْلِکُہٗ ، وَالْاَمَانُ نُصْرَةٌ بِالْقَوْلِ ، وَھُوَ مَمْلُوْکٌ لَہٗ ، بِخَلَافِ مُبَاشَرَةِ الْقِتَالِ فَاِنَّہٗ نُصْرَةُ الدِّیْنِ بِمَا لَا یَمْلِکُہٗ مِنْ نَفْسِهٖ وَ مَنَافِعِهٖ کیونکہ غلام مسلمان ہونے کی وجہ سے دین کی مدد کا اہل ہے، یہ دین کی زبانی نصرت ہے جتنا اس کے بس میں ہے، اور بخلاف قتال کے کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں !

وَلِاَنَّہٗ بِالْاَمَانِ یَلْتَزِمُ حُرْمَةَ التَّعَرُّضِ لَھُمْ فِیْ نُفُوْسِھِمْ وَ اَمْوَالِھِمْ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ امان دے گا تو التزام کرلے گا کہ ان کے مال سے تعارض حرام ہے ان کی جانوں میں بھی ان کے مالوں میں بھی ، اب نہیں چھیڑ سکتا ، اس کے مال کو جو اُس کے ساتھ مال ہے جیب میں ہے، اس کے پاس ہے اس میں بھی تصرف نہیں کرسکتا ! ثُمَّ یَتَعَدّٰی ذٰلِکَ اِلٰی غَیْرِهٖ پھر جب اس نے امان دے دی تو یہی حکم دوسروں کی طرف متعدی ہوجائے گا ! جب اس نے لازم کرلیا امان دے کر تو گویا اب اس کی عزت و حرمت اور اس کی جان و مال محفوظ ہے، اب یہی حکم متعدی ہوگیا اس کے باقی ساتھیوں کے لیے بھی، وہ بھی یہی کریں گے ! !

امام محمد رحمة اللّٰه علیه فرماتے ہیں وَالْعَبْدُ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا کَالْحُرِّ کہ ان جیسے معاملات میں غلام آزاد کی مانند ہے، کیوں ؟ اس کی اصل اور اس کی دلیل کس پر قیاس کررہے ہیں ؟ کہتے ہیں اَصْلُہُ الشَّھَادَةُ عَلٰی رُؤْیَةِ ھِلَالِ رَمَضَانَ اس کو ہم آزاد کی مانند سمجھیں گے جیسے رؤیت ہلال رمضان کا چاند ہو اور اس میں مسلمان غلام گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر ہوتی ہے یہ اس کی مانند ہوگیا ! ! تو یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہوئی !

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل :

امام ابوحنیفہ رحمة اللّٰه علیه نے فرمایا مَعْنَی النُّصْرَةِ فِی الْاَمَانِ مَسْتُوْرٌ فَلَا یَتَبَیَّنُ ذٰلِکَ اِلَّا

لِمَنْ یَکُوْنُ مَالِکًا لِلْقِتَالِ کہ اگر وہ قتال نہیں کر رہا مباشر نہیں ہے تو اس کی امان معتبر نہیں ہوگی ! امام صاحبؒ فرماتے ہیں ٹھیک ہے نصرت ہے لیکن نصرت کے معنٰی تو دیکھیں کیا ہے ؟ نصرت کا مطلب کیا ہے ؟ کہتے ہیں اَمان میں نصرت کے معنٰی چھپے ہوئے ہیں واضح نظر نہیں آتے امان میں، خیر لیکن اَمان میں کیا ہے ؟ نصرت مستور ہے۔اب یہ امان میں جو نصرت مستور ہے یہ کس کو نظر آئے گی چھپی ہوئی ؟ کہتے ہیں یہ نظر اس کو آئے گی جو لڑنے پر قدرت رکھتا ہو، جو قتال بھی کر رہا ہو وہ بہتر سمجھے گا جس طرح اس کا دماغ سوچے گا دوسرے کا جو قتال نہیں کر رہا اس کا نہیں سوچ سکتا، اس کی نظر گہری ہوگی اس کی سوچ بھی گہری ہوگی اس کی رائے بھی اور ہوگی بہ نسبت اس کے جو قتال ہی نہیں کر رہا، خیمہ اٹھانے کے لیے، لید صاف کرنے کے لیے، گھوڑے کو باندھنے کے لیے مالک کے ساتھ آیا ہوا ہے وہ اتنی باریکی سے نہیں جانتا معاملات کو، اتنی گہرائی سے مستور چیز تک اس کی نگاہ نہیں پہنچے گی، جو قتال کر رہا ہے اس کی پہنچے گی لٰہذا یہ جو نصرت مستور ہے اَمان میں یہ وہ دیکھ رہا ہے دوسرا نہیں دیکھ رہا لٰہذا جو قتال کرے گا اس کی اَمان معتبر ہے اور جو قتال نہیں کر رہا اس کی امان معتبر نہیں ! امام ابوحنیفہؒ یہ دلیل دے رہے ہیں ! !

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں وَالْعَبْدُ الْمَشْغُوْلُ بِخَدْمَةِ الْمَوْلٰی غَیْرَ مَالِكٍ لِلْقِتَالِ فَلَا تَظْهَرُ الْخَیْرِیَّةُ فِیْ اَمَانِهٖ اور جو غلام مولیٰ کی خدمت میں مشغول ہے جیسے پانی لاتا ہے، کھانا لاتا ہے، خیمہ اٹھاتا ہے، گھوڑا کبھی اِدھر باندھتا ہے، کبھی اُدھر باندھتا ہے، وغیرہ وغیرہ اس قسم کی خدمت میں مشغول ہے اور قتال نہیں کر رہا لٰہذا اسے قتال کے معاملات کا پتا ہی نہیں اس لیے اس کی اَمان معتبر نہیں ہے لٰہذا اس کی امان میں خیریت ظاہر نہیں ہوسکتی اس لیے امان اس کی ہم نہیں مانیں گے بڑی وزنی دلیلیں ہیں امام صاحبؒ کی ! !

بِخِلَافِ مَا اِذَا کَانَ مُقَاتِلاً بِاِذْنِ الْمَوْلٰی فَاِنَّهٗ یَظْهَرُ عِنْدَهُ الْخَیْرِیَّةُ فِی الْاَمَانِ بخلاف اس کے کہ جب مولیٰ کی اجازت سے جہاد میں شریک ہے قتال میں شریک ہے تو اب اس کی امان میں خیریت ظاہر ہوگی، کہیں سمجھے گا یہاں اَمان دینی مفید ہے، کہیں سمجھے گا یہاں مفید نہیں ہے اب فیصلہ

اور انداز میں کرے گا اس کی رائے اور اس کی اَمان معتبر ہوگی ! حَتّٰی یَتَمَکَّنَ مِنْ مُبَاشِرَۃِ الْقِتَالِ فَیَکُوْنُ تَصَرُّفُہٗ وَاقِعًا عَلٰی وَجْہِ النَّظْرِ لِلْمُسْلِمِیْنَ اب اس کا تصرف واقع ہوگا اس طور پر جس میں مسلمانوں کا مفاد ہو، اب یہ اَمان دینا نہ دینا یہ مسلمانوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر دے گا لہٰذا اس کی اَمان معتبر ہے تو غلام کی اَمان تو امام صاحبؒ نے بھی مانی ! لیکن آپ دیکھیں کہ امام صاحبؒ تعصب کی وجہ سے نہیں کہہ رہے بلکہ دلیل دی ہے کہ یہ وجہ ہے ! اگر نفرت ہوتی اور تعصب کی وجہ ہوتی کہ نہیں یہ تو یوں ہے تو ہر حال میں کہتے کہ اس کی اَمان معتبر نہیں چاہے یہ قتال کرے چاہے یہ قتال نہ کرے ! ! لیکن قتال کی صورت میں فرما رہے ہیں اس کی اَمان معتبر ہوگی ! !

امام ابوحنیفہؒ کی وزنی اور گہری دلیل :

اور فرماتے ہیں کہ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ بِالْاَمَانِ مُلْتَزِمًا لِلْکَفِّ عَنْ قِتَالِھِمْ اِذَا کَانَ مُتَمَکِّنًا مِّنَ الْقِتَالِ ، فَاَمَّا اِذَا لَمْ یَکُنْ مُتَمَکِّنًا مِّنْ ذٰلِكَ کَانَ مُلْزِمًا غَیْرَہٗ اِبْتِدَاءً لَا مُلْتَزِمًا ، وَلَیْسَ لِلْعَبْدِ ھٰذِہِ الْوَلَایَۃُ اور جب غلام قتال میں شامل ہو اور کسی کو امان دیتا ہے تو اس اَمان دینے کی وجہ سے پہلے خود قتل سے اپنے آپ کو روکتا ہے اور پھر دوسرے مسلمانوں کو بھی اسے قتل نہ کرنے سے روک رہا ہے ! اور جب غلام قتال میں شامل نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو ابتداءً ہی قتل نہ کرنے کا پابند کر رہا ہے جبکہ غلام خود اس کا استحقاق نہیں رکھتا

ایک چیز پہلے اپنے لیے تو ثابت ہو تب ہی تو دوسرے کے لیے ثابت کریں گے ! آپ کو اگر کوئی کہے کہ اس کو کھانا کھلاؤ تو اس کے پاس کھانا ہوگا تو کھلائے گا جب ہوگا ہی نہیں تو کیا کھلائے گا ؟ بہت وزنی دلیل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی، فرماتے ہیں کہ امان کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ میں اس کو نہیں ماروں گا، جب میں اس کو نہیں ماروں گا تو میرے پاس جب یہ قدرت ہوگئی مارنے نہ مارنے کی تب یہ قدرت میری طرف سے دوسرے کی طرف منتقل ہوگی، جو آدمی قتال کر ہی نہیں رہا تو یہ تو بیچارہ پہلے ہی مارنے پر قادر نہیں ہے، اس کے پاس تو مارنے کی قدرت ہی نہیں ہے تو یہ مارنے کی قدرت جو اس کے پاس نہیں ہے یہ اس سے پھر دوسرے کو کیسے منتقل ہوگی ؟ متعدی تو تب ہوگی جب اس کے

پاس ہو، تو جو غلام مسلمان قتال کر رہا ہے لڑائی میں شریک ہے اس کے پاس تو قدرت ہے کہ وہ اس کو امان دے کر اپنے کو روک لے گا مارنے سے کہ میں نہیں مار رہا، اب یہ جو نہیں مار رہا یہ چونکہ اس کو قدرت تھی لہٰذا یہ قدرت اس کی آگے متعدی ہوگی، جب غلام قتال میں شریک ہی نہ ہو تو اسے قدرت حاصل ہی نہیں ہے تو وہ دوسرے کی طرف متعدی کیسے ہوگی ؟ یہ بھی امام اعظم رحمة الله علیه کی بہت وزنی اور گہری دلیل ہے کہ جو مسلمان غلام ہے لیکن لڑ ہی نہیں رہا مباشر نہیں ہے جب لڑ ہی نہیں رہا تو وہ یہ کہے کہ میں مارنے سے رک گیا، بھئی تم مارنے پر قادر ہی نہیں تھے تم مارنے سے رک کیسے گئے ؟ تمہارے پاس تو تھی ہی نہیں یہ قدرت، جو شریک ہے مولیٰ کی طرف سے اجازت ہے کہ تم لڑو، تو جس کے پاس مارنے کی قدرت ہے تو اس کا روکنا بھی سمجھ میں آیا، ایک آدمی کا ہاتھ ہی کٹا ہوا ہے گٹوں کے پاس سے، وہ کہے میں اسے مکا نہیں ماروں گا ! تو وہ تو مار ہی نہیں سکتا، ہے ہی نہیں مکا تیرے پاس، ہاتھ جس کے پاس ہوگا اور وہ کہے میں مکا ماروں گا یا نہیں ماروں گا تو اس کی بات صحیح ہے جس کا یہاں بازو ہی نہیں ہے وہ یہ کہے میں مکا ماروں گا یا نہیں ماروں گا، اس کی دونوں باتیں بیکار ہیں ! !

میں نے کوشش کی ہے کہ یہ بات مثال سے واضح اور آسان ہو جائے، امام اعظم رحمة الله علیه کی بہت گہری نظر ہے علماء کہتے ہیں کہ ان کے دلائل جو ہوتے ہیں ان کے آگے پھر ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے جب وہ دلائل دیتے ہیں ! !

لہٰذا یہ اَمان دینا تب ہوگا جب اسے قتال پر خود قدرت ہو، جب اسے قتال پر خود ہی قدرت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے شروع سے دوسروں کو لازم کر رہا ہے خود اپنے پر التزام نہیں کر رہا، بھئی جب تم ایک حکم خود اپنے اوپر لاگو نہیں کر سکتے تو تم میں یہ طاقت کیسے آگئی کہ تم دوسرے پر وہ حکم لاگو کرو یہ حضرت امام اعظم رحمة الله علیه کی دلیل ہے۔ اور غلام کے لیے یہ ولایت نہیں ہے کہ وہ خود جس چیز کا التزام نہیں کر سکتا وہ دوسروں کو نافذ کرتا پھرے، غلام یہ نہیں کر سکتا ؟ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمة الله علیه کی رائے مبارک اور دلیل مبارک، بہت وزنی دلیل ہے !

اس پر دونوں حضرات کے دلائل بھی سن لیے آپ نے ، بین الاقوامی مسئلہ تھا قرآن اور حدیث سے لیا اور اس پر دلائل بھی دیے !

باندی کا اَمان دینا :

اب کہتے ہیں کہ باندی کا کیا حکم ہے ؟ اگر باندی مولیٰ کے ساتھ بارڈر پر آئی ہوئی ہے لڑائی میں تو کہتے ہیں کہ وَالْاَمَةُ کَالْعَبْدِ فِیْ ذٰلِكَ باندی غلام کے حکم میں ہے گویا باندی جیسی چیز جو غلام ہے باندی ہے اس کو بھی اسلام وزن دے رہا ہے، تو جب باندی کا وزن ہے تو پھر آزاد عورتوں کا کتنا وزن ہوگا اسلام میں ؟ تو اس کا مطلب ہے وہ باندی غلام کی طرح ہے یعنی امام محمد رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باندی اَمان دے سکتی ہے، اور امام اعظم رحمة اللہ علیہ مشروط امان دینے کے قائل ہیں ! بس یہ فرق ہوا دونوں میں ! اسلام نے غلام کو بھی حق دیا اور باندی کو بھی حق دیا، اس کو بھی ایک وزن دیا ہوا ہے! اسلام میں عورت کا کتنا بڑا مرتبہ ہے یہ کفار تو جانتے ہی نہیں، کافروں کو کیا پتہ ؟

امام محمدؒ کی دلیل :

وَالْاَمَةُ کَالْعَبْدِ فِیْ ذٰلِكَ ، وَاسْتَدَلَّ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْهِ بِحَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اب دلیل کہاں گئی ؟ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے امام محمدؒ کہتے ہیں بھائی میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا میں اس میں حدیث پیش کر رہا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَمَانُ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ وَالصَّبِیِّ جَائِزٌ عورت کا اور غلام کا اور بچے کا امان دینا جائز ہے !

اسلام بین الاقوامی مذہب ہے :

اسلام کا اتنا کھلا ظرف ہے کہ کافر چاہے یہودی ہے کبھی وہ عیسائی ہوگا کبھی سامنے مشرک ہوگا اگر اس کو بچے نے امان دے دی تو دوسرا کمانڈر جو ساتھ ہے وہ بھی پابند ہے اس اَمان کا ! ورنہ اس وقت تو لڑائی کا ماحول ہے دل چاہتا ہے خون کرے سب کا، لیکن اگر امان دے دی تو نہیں بس بس ختم اب وہ امان میں ہے ! یہ ہے اسلام، اتنا اونچا بین الاقوامی مذہب ہے اس لیے تو چھا گیا تھا، اب ہم

بد عملی میں پڑ گئے تو اسلام کو ہم خود ہی نہیں سمجھتے تو عمل کیسے کریں گے ؟ بہت فرق ہے مسلمانوں کی اکثریت کو تو پتہ ہی نہیں ، ہمارے حکمرانوں کو فوج کے جرنیلوں کو کچھ پتہ نہیں ، اسلام کی عظمت و برتری اس کی گہرائی اور ہر چیز میں اس کے احکامات ان سے واقف نہیں ، یہ چیزیں ان کے خواب وگمان میں بھی نہیں آسکتیں کہ اسلام میں یہ کچھ ہے ! !

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی دلیل میں ایک دوسری حدیث پیش کرتے ہیں وَبِحَدِیْثِ الْفَضْلِ الرُّقَاشِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہُ عَلَیْہِ قَالَ حَصَرْنَا اَھْلَ حِصْنٍ فَکَتَبَ عَبْدٌ اَمَانًا فِیْ سَھْمٍ ، ثُمَّ رَمٰی بِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَکَتَبْنَا اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جگہ جہاد میں گئے وہاں ہم نے ایک قلعے کو گھیر لیا محاصرہ کر لیا قلعے کا ، ان مسلمانوں کے ساتھ جو غلام تھا اس نے ایک تیر پر لکھ دیا کہ فَکَتَبَ عَبْدٌ اَمَانًا فِیْ سَھْمٍ میں نے تجھے امان دے دی ، یہ لکھا اس نے ، آج کے دور میں کیا ہے ؟ میزائل پر لکھ دیا ، گولی پر لکھ دیا ، راکٹ پر لکھ کر فائر کر دیا اُس طرف راکٹ پھینک دیا ، راکٹ تو پھٹ جاتا ہے کیا نظر آئے گا ؟ لیکن کچھ حصہ اس کا ایسا بھی ہوتا ہے جو نہیں پھٹتا ، اس نے اس حصے پر لکھ دیا کہ میں نے تجھے امان دی ثُمَّ رَمٰی بِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ پھر وہ تیر اس نے دشمن کی طرف مار دیا ، ادھر جو دشمن ہیں ان کی طرف صفوں پر مارا ، کہتے ہیں ایسا واقعہ ہو گیا ہمارے ہاں ، ہمارے پاس غلام نے ایسی حرکت کی تو مسئلہ پیش آگیا کہ اس کا کیا حکم ہے ؟ وہ اس تیر کو لے کر آگیا جس کے پاس وہ تیر گیا اس کا جاننے والا ہو گا اس نے اس کے لیے ایسی ترکیب کی امان دینے کی کہ آواز تو دے نہیں سکتا دور ہے ، وائرلیس سسٹم بھی اس وقت نہیں تھا وہ تو دور ہے تو اس نے تیر اس میں رکھ کر یا جیسے غلیل ہو کوئی بڑی طاقتور اس غلیل میں پرچہ ڈال کر پھینک دیا اس کی طرف کہ اطمینان سے رہو ! اس کافر نے سوچا کہ ہمیں شکست تو ہونے والی ہے یہ نقصان ہو گا تو چلو میری جان بچ جائے گی وہ قلعہ سے نکل کر باہر آگیا اب کیا کرو گے ؟ کس نے کی یہ حرکت ؟ غلام نے ، وہاں مارا نہیں انہوں نے پکڑ کر اسے ، غلام جیسے کمینے تیری اوقات کیا ہے ؟ تو نے یہ حرکت کی مارو ، کوٹو ، مکا مارو ، زخمی کر دو ، بند کر دو ، نہیں ، یہ تعلیم اسلام میں نہیں ہے ! !

جب یہ مسئلہ پیش آ گیا تو کہتے ہیں ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، فوراً کمانڈر اِن چیف فیلڈ مارشل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو ساری کمان کر رہے تھے ان کو خط لکھا فوراً ہنگامی اور تیز رفتار گھوڑے پر پھر جاتے ہیں خطوط، ڈاک ہوتی ہے، لکھا کہ جناب اس کا کیا کریں ؟ یہ تو آ گیا ہمارے پاس ہے یہ امان معتبر ہے یا نہیں ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اِنَّہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ اَمَانَہٗ جَائِزٌ وہ غلام مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے اس کی اَمان جائز ہے ! مار کٹائی نہیں ہے اسلام میں، جہاں تک ہو سکے مارنے سے بچتا ہے جہاں لازمی ہو باز ہی نہ آئے مجبور کر دیں وہاں تلوار چلاتے ہیں، اسلام کو خون خرابے سے دلچسپی نہیں ہے، جہاں سرکش ہو جائے کفر حد سے بڑھے کسی طرح باز نہیں آ رہا تو ہر ایک مارتا ہے، اس میں کیا ہوا ؟ تو باپ بھی بیٹے کی پٹائی کرتا ہے گھر میں، ماں بھی بیٹی کی پٹائی کر دیتی ہے کبھی جب وہ تمیز سے نہیں رہتی بدتمیزی کرتی ہے تو ایسے ہی یہاں بھی ہے ! اسلام کو مارنے سے دلچسپی نہیں، ورنہ فرماتے اس غلام کو بھی پکڑ کر اُلٹا لٹکا دو اسے عبرت بنا دو اس کی بھی ایسی کی تیسی پھیر دو ! لیکن اسلام میں ایسا نہیں !

کفار کی ظلم و بربریت :

آپ کو پتہ ہے وسط افریقہ میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، جلا رہے ہیں، برما میں جو ہو رہا ہے وہی وہاں کر رہے ہیں عیسائی، وہاں بدھ مت کر رہے ہیں، وسط افریقہ میں عیسائی کر رہے ہیں، مسلمانوں کو پکڑتے ہیں باندھ کر درخت کے نیچے آگ جلا دیتے ہیں جب گوشت اس کا بھونتا ہے تو اکھاڑ کر یوں لے کے کھا لیتے ہیں، اس طرح مسلمان کا گوشت کھا رہے ہیں یہ کافر، آج بھی کفر کا یہ حال ہے اور اس وقت بھی یہی تھا اس سے پہلے بھی یہی تھا اور آج کے بعد بھی یہی ہوگا ان کی فطرت یہی ہے، اسلام پر کیچڑ اُچھالتے ہوئے ان کو شرم نہیں آتی، اسلام تو بڑا پاکیزہ ہے بڑا اعالی ظرف ہے غلام کی امان کی یہ حیثیت ہے کہ حضرت عمرؓ خط میں لکھ رہے ہیں اِنَّہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ اَمَانَہٗ جَائِزٌ یہ غلام مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے اس کی اَمان جائز ہے اس کی اَمان سب کو ماننی پڑے گی ! امام محمدؒ

فرماتے ہیں وَاِنَّمَا عَلَّلَ لِصِحَّةِ اَمَانِهٖ بِكَوْنِهٖ مُسْلِمًا لَا بِكَوْنِهٖ مُقَاتِلًا یہاں پر حضرت عمرؓ نے جو عبارت لکھی اس میں یہ فرمایا کہ یہ مسلمان ہے اس کی اَمان کے صحیح ہونے کی علت ''اسلام'' کو قرار دیا، مقاتل ہونا قرار نہیں دیا ! مقاتل ہونا نہیں مسلم ہونا قرار دیا بس مسلمان ہے مقاتل ہے یا نہیں !

لیکن ابھی امام اعظمؒ کی دلیل آئے گی تو وہ سب پر چھا جائے گی ، جب دوسروں کی دلیل آپ پڑھیں گے تو آپ کو لگے گا کہ بڑی مضبوط دلیل ہے، جب آخر میں امام اعظمؒ کی دلیل پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ دلیل تو اس سے بھی مضبوط ہے وہ دوسری دلیل تو کچھ بھی نہیں ! ! رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اللہ ان سب پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ! !

امام محمدؒ تو اَمان کے لیے ایک شرط لگاتے ہیں کہ مقاتل ہے تو معتبر ہے اور وہ مقاتل نہیں ہے تو معتبر نہیں ہے، مسلم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مقاتل غیر مقاتل پر مدار تھا ان کے حکم کا، مسلم اور غیر مسلم پر نہیں تھا ! امام محمدؒ نے حکم کا مدار مسلم غیر مسلم پر کر دیا چاہے مقاتل ہو یا نہ ہو، مباشر ہو یا نہ ہو، بس مسلمان ہے تو یہ جائز ہے نہیں تو نہیں ! امام اعظمؒ نے فرمایا مقاتل ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں ! !

امام ابوحنیفہؒ کا جواب :

امام محمدؒ کی پہلی دلیل اَمَانُ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ وَالصَّبِيِّ جَائِزٌ کے جواب میں امام صاحبؒ فرماتے ہیں وَتَأْوِيْلُ هٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِی الْعَبْدِ الْمُقَاتِلِ اس میں امام محمد رَحِمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کی تاویل وہی ہے جو عَبْدِ الْمُقَاتِلِ میں ہے

اور امام محمدؒ کی دوسری دلیل وَاِنَّمَا عَلَّلَ لِصِحَّةِ اَمَانِهٖ بِكَوْنِهٖ مُسْلِمًا لَا بِكَوْنِهٖ مُقَاتِلًا کے جواب میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں هٰذَا الْعَبْدُ كَانَ مُقَاتِلًا لِاَنَّ الرَّمْیَ بِالسَّهْمِ مِنْ عَمَلِ الْمُقَاتِلِيْنَ ، وہ تو مقاتل ہے کیونکہ تیر کو پھینکنا تو لڑنے والے کا کام ہے، جو غیر لڑنے والا ہے وہ تیر تھوڑی پھینکتا ہے اس نے جو تیر پھینکا تو اب وہ تیر گیا اور پھر ہی تو وہ آیا ہے ادھر، تیر پھینکتے وقت یہ مقاتل ہے اس لیے اس غلام کا اَمان دینا معتبر ہے وَ اَمَانُ الْمُقَاتِلِ اِنَّمَا يَصِحُّ عِنْدَهٗ لِكَوْنِهٖ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور مغازی میں لکھا ہے ذُكِرَ اَنَّهٗ كَتَبَ عَلٰى سَهْمِهٖ بِالْفَارِسِيَّةِ : "مَترسید" یعنی ڈرو نہیں ! اس نے لکھ دیا تھا ! کیونکہ یہ جہاد عجم کی طرف ہو رہا ہوگا ایران کی طرف، اس میں جو غلام تھے وہ عجمی ہوتے تھے وہ تو خیر عرب کی طرف بھی پھر جاتے تھے عجمی غلام، بہر حال جو بھی تھا لیکن یہ جن سے لڑ رہے ہوں گے وہ جانتے ہوں گے فارسی تو معلوم ہوا یہی خطہ ہوگا اور غلام بھی وہی تھا اسے لکھ دیا "مَترسید" جب وہ تیر اُس کے پاس گیا تو وہ اُتر آیا ! اب کیا ہوگا ؟

امام ابوحنیفہ رحمة الله علیه فرماتے ہیں کہ یہ مقاتل ہے اس کو امان دینی پڑے گی اس کو بھی اور اس کو بھی سب کا معتبر ہوگا اور امام محمد رحمة الله علیه بھی فرماتے ہیں کہ معتبر ہوگی، تو اتفاقی ہو گیا مسئلہ سب کا کہ اس کی اَمان معتبر ہے ! !

ذمی کا اَمان دینا معتبر نہیں :

اب نیا مسئلہ شروع ہو رہا ہے، اگر ذمی ہو، جو ہمارے بارڈر کے ساتھ ساتھ کافر رہ رہے ہیں ہمارے ملک کی رعیت بن کر ٹیکس دے کر رہتے ہیں وہ امان دے دیں کہ جی تمہیں امان ہے کہتے ہیں فَاَمَّا اَمَانُ الذِّمِّيِّ فَبَاطِلٌ یہ تو کافر ہے، مسلمان نہیں کافر ہے غلام بھی نہیں ہے کافر ہے آزاد ہے اس کی امان معتبر نہیں ہوگی باطل ہے وَاِنْ كَانَ يُقَاتِلُ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ بِأَمْرِهِمْ اگر چہ یہ قتال کر رہا ہو مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے کہنے پر کہ چلو لڑنے کے لیے کیونکہ ہمارے ملک میں رہ رہے ہو، لڑائی میں تو شرکت کرنی ہے دشمن ہم پر حملہ آور ہوا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ ظاہر ہے یہ ذمی اور کافر ہے لِاَنَّهٗ مَائِلٌ اِلَيْهِمْ لِلْمُوَافَقَةِ فِي الْاِعْتِقَادِ اس کا اور اُن کا اعتقاد ایک ہے، یہ ان کی طرف مائل ہے، یہ مسلمانوں کا ہمدرد نہیں ہے، حقیقی ہمدردی اس کے دل میں ان کی ہے، تو یہ جو اَمان دے گا اس میں مسلمانوں کا مفاد پیش نظر نہیں ہوگا فَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَا يَقْصِدُ بِالْاَمَانِ النَّظَرَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کا مفاد اس کے پیش نظر نہیں ہے بس اپنا مفاد پیش نظر ہے کہ میرا ہندو بھائی ہے میرا سکھ بھائی ہے میرا یہودی بھائی ہے میرا فلاں بھائی ہے اس وجہ سے اَمان دی ہے اس نے ورنہ مسلمانوں کے مفاد کے لیے نہیں دی اس میں خدشہ اس چیز کا ہے، اس لیے اس کی امان معتبر نہیں ہے ورنہ ان جیسوں کی امان بھی

معتبر مان لو تو پھر تو اللہ ہی حافظ ہے پھر تو سارے آتے جائیں گے اس طرح پھر تو آپ کام کیا حکومت ہی نہیں چلا سکیں گے جاسوس گھس آئیں گے اور مصیبت آجائے گی لہٰذا اصول تو بنانا پڑے گا ! !

ثُمَّ هُوَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ نُصْرَةِ الدِّيْنِ وہ دین کی نصرت کا اہل بھی نہیں ہے، کہتے ہیں پھر کیوں لڑ رہے تھے ؟ کہتے ہیں وَالْاِسْتِعَانَةُ بِهِمْ فِي الْقِتَالِ عِنْدَ الْحَاجَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْتِعَانَةِ بِالْكِلَابِ یہ تو ان کے ذریعے ضرورت کے وقت قتال میں استعانت ہے کہ ہمارے آدمی یا ہمارے فوجی کم ہیں اور یہ ملک میں رہ رہا ہے اسی ملک میں کھاتا پیتا ہے، ملک اس کی جان و مال کا محافظ ہے، ساری فوج پولیس اس کی حفاظت کر رہی ہے تو اس کے لیے اسے لڑنا ضروری ہے، تو لڑنا ہے تو یہ تو استعانت ہے اس سے ہم مدد لے رہے ہیں ضرورت کے وقت، جیسے بعض دفعہ لڑائی میں کتوں سے مدد لی جاتی ہے ! !

تو فرماتے ہیں کہ یہ جو مدد لی گئی ہے اس سے محاذِ جنگ پر یہ ایسے ہے جیسے کتوں سے بھی مدد لی جاتی ہے، شکاری کتے لڑاکا کتے اور پہرے کے کتے، چوکیوں کے گرد خیموں کے گرد کتے لائیں گے رات کو پہرا دیں تاکہ کیونکہ کتا بڑا اچھا پہرہ دار ہے !

ہم نے یہاں اپنے مدرسہ میں حفاظتی کتے رکھے نہیں بلکہ قدرتی ہمارے مددگار بنے ہوئے ہیں، رات کو جو ہمارے جامعہ کے چوکیدار ساتھی پہرہ دیتے ہیں یہ کتے ان کی بڑی مدد کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے اس کو ایسا رکھا ہے کہ رات کو دیکھتا ہے انسان نہیں دیکھ سکتا ہے، یہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہے پھر اس کی سونگھنے کی حس تیز ہے، حالات خراب ہیں اس لیے سب نے مشورے سے کتوں کا بھی کہا کہ بھائی کتے بھی رکھ لو کیونکہ اسلام اجازت دیتا ہے، مجبوری اور ضرورت کے وقت کتے پالنے کی اجازت ہے، شکار پر رکھنے کی اجازت ہے، مال مویشی کی حفاظت کے لیے کتے رکھنے کی اجازت ہے، اسی طرح چور ڈاکو سے حفاظت کے لیے کتے کی اجازت ہے، زمین کی حفاظت کے لیے کتے کی اجازت ہے تو اس میں اجازت ہے اس میں گناہ نہیں ہوتا ! تو ہم نے اس لیے سوچا کہ اتنا بڑا رقبہ ہے اس میں رات کو نظر رکھنا بڑا مشکل ہے حالات خراب ہیں تو پھر کتا رکھا ہوا ہے بڑے اچھے مددگار ہیں، باقی اصل اللہ کی حفاظت ہے اللہ ہر قسم کی حفاظت فرمائے ! !

بچے کی اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟

امام محمدؒ اَمان دینے سے متعلق سارے قوانین بتلا رہے ہیں، آیا بچے کی اَمان معتبر ہے یا نہیں ؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَاَمَّا اَمَانُ الْغُلَامِ الَّذِیْ رَاھَقَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ فَعَقَلَ الْاِسْلَامَ وَ وَصَفَهٗ ، فَغَیْرُ جَائِزٍ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مسلمانوں میں سے ہو، بلوغ کے قریب ہو، بڑا بچہ ہو سمجھدار، بالغ نہ ہو لیکن مُرَاھِقْ ہو، یا کافروں میں سے ہے لیکن اسلام کو سمجھتا ہو جانتا ہو، اس کی کچھ نہ کچھ تشریح کر سکتا ہو کہ اسلام کیا ہے ؟ ایسا بچہ، مسلمانوں کا یا کافروں کا جو بھی ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے بچہ کی اَمان جائز نہیں ہے، بچہ ہے بہرحال ہے بچہ ناسمجھ ہے، اس کی امان بھی مان لیں تو مسائل پیدا ہو جائیں گے، کفر پھر ان چیزوں سے فائدہ اٹھائے گا کہ ان کے مذہب میں اس کی امان بھی معتبر ہوتی ہے تو کفر کہے گا کسی خطرناک آدمی سے کہ تم ایسے موقع پر وہاں چلے جانا اور یوں صورت کر لینا اور وہاں بچہ تمہیں امان دے گا اس طرح تم کر لینا، بہت سارے طریقے ہیں تو اس میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس سوراخ کو بند کر رہے ہیں لیکن وَفِیْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ جَائِزٌ [۱] امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

✿ ✿ ✿

محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

---

[۱] شرح کتاب السیر الکبیر باب امان الحر المسلم و الصبی و المراۃ و الذمی ج ۱ ص ۱۷۷ - ۱۷۹ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان

پرہیزگار بیویاں

﴿ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ﴾

لڑکا ہو یا لڑکی دینی تربیت تو دونوں کی ضروری ہے لیکن لڑکی کی تربیت پر زیادہ زور اس لیے دیا جائے کہ وہ نہ صرف بچے کی پہلی درسگاہ ہے بلکہ سسرال جا کر بھی اپنی پرہیزگاری اور ایمان بچانے کی پوری پوری ذمہ دار ہے ! ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ خاوند کے بھٹکے ہونے کی صورت میں اس کو بھی ہدایت پانے والا اور جنتی بنادے ورنہ کم سے کم خود کو تو گناہوں اور حرام سے خوب بچائے رکھے ! تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ایسی انتہائی پارسا خواتین سے بخوبی واقف ہیں جنہوں نے بہر صورت خدا کا دل میں ڈر اور تقوی سنبھالے رکھا، یہ پاکیزہ خواتین یقیناً اس کی حق دار ہیں کہ ان کا بار بار تذکرہ کیا جائے، ملاحظہ فرمائیے :

☆ شیر میسور ٹیپو سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے ایک فرد مرزا نقی علی کی بیٹی صاحبزادی احمدی بیگم رحمہا اللہ (علامہ سر) عبداللہ المامون سہروردی کی بیوی تھیں، بڑی دیندار پرہیزگار خاتون تھیں ایک مرتبہ ان کے شوہر ان کو اپنے ساتھ انگلستان لے گئے ،آپ جب تک وہاں رہیں، حرام تو کیا مشکوک چیز کو بھی دسترخوان کے قریب نہ آنے دیا، مسلسل انڈوں اور توس (ڈبل روٹی یا نان) پر گزارا کرتی تھیں ! (نیک بیبیاں)

☆ صفیہ خاتون رحمہا اللہ قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی بیٹی اور مولانا حافظ محمد ابراہیم کی بیوی تھیں، اس زمانے کی رابعہ بصری تھیں، آپ کے خاوند ایک مدت تک نہر کے ضلعدار (بڑے افسر) رہے، مگر آپ نے کبھی بھی رشوت کا ایک پیسہ گھر میں آنے نہیں دیا، حلال کھانے کا انتہائی اہتمام کرتی تھیں، آپ کے خاوند کی اس زمانے میں پونے دوسو روپے ماہانہ تنخواہ تھی جو کہ آج کے لحاظ سے لاکھوں روپے بنتی ہے، لیکن آپ ان پیسوں کو اسی مہینے میں خرچ کر دیتی تھیں، اسی سخاوت کی وجہ سے آپ پر ساری زندگی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی ! (تذکرۃ الرشید)

☆ کاندھلہ میں ایک بی بی تھیں، ان کے خاوند گورنمنٹ کے بڑے درجے کے ملازم تھے

اور رشوت وغیرہ بھی لیتے تھے (چونکہ رشوت حرام ہے) اس لیے ان کی بیوی نے اپنے شوہر کے پیسوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا، نہ اس سے زیور بنایا نہ کپڑے، اس سے بڑھ کر یہ کہ جب تک سرکاری جگہ پر خاوند کے ساتھ رہیں تب تک ہر چیز اپنے میکے سے منگاتی تھیں اور اتنی شریف تھیں کہ شوہر کو بتایا تک نہیں کہ میں آپ کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتی کہ کہیں ان کو تکلیف نہ ہو ! (اصلاح خواتین)

☆ کاندھلہ ہی میں ایک بی بی تھیں، ان کے شوہر کے پاس کسی کی زمین گروی تھی جس کی آمدنی کا پیسہ وہ استعمال کر لیتے تھے (جو کہ شرعاً منع ہے) مگر ان کی بیوی نے گروی زمین کی آمدنی سے ایک دانہ بھی نہ کھایا۔ (اصلاح خواتین)

☆ ایک ضرورت مند آدمی تھا، اس کی بیوی نیک نصیب تھی، بیوی نے کہا کھانے کو کچھ نہیں تو وہ شخص حرم کعبہ کی جانب نکلا، اس نے وہاں ایک تھیلی پڑی دیکھی جس میں ہزار اشرفیاں تھیں، وہ خوش ہوا اور تھیلی اٹھا کر بیوی کے پاس لایا ! بیوی نے کہا کہ حرم کی پڑی ہوئی چیز کے واسطے آواز لگانا ضروری ہے (کہ کسی کی ہے تو وہ لے لے) خاوند دوبارہ اس جگہ گیا تو وہاں ایک شخص کی آواز سنی کہ میری ہزار اشرفیوں کی تھیلی کسی کو ملی ہے ؟ اس نے تھیلی اس کو واپس کر دی، اشرفیوں والے نے کہا تو وہ بھی لے لے اور نو ہزار اور بھی لے لے ! ضرورت مند نے کہا: کیا تو مذاق کر رہا ہے ؟ کہا: نہیں ! اصل بات یہ ہے کہ مجھے ایک عراق کے باشندے نے دس ہزار اشرفیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ اس میں سے ہزار اشرفیاں علیحدہ تھیلی میں رکھ کر حرم کعبہ میں پھینک دو اور لوگوں کو آواز دو تو جو شخص اس کو واپس کر دے اس کو نو ہزار اور بھی دے دو کیونکہ وہ امانت دار ہے جو خود بھی کھاتا ہے اور صدقہ بھی کرتا ہے۔ (حکایات شیخ قلیوبیؒ، ۳۱۳ سچی حکایات)

☆ مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کی والدہ سیدہ خیر النسا بہتر صاحبہ رحمہا اللہ مولانا حکیم سید عبد الحیٔ حسنیؒ کی بیوی تھیں، بہت پرہیز گار خاتون تھیں، آپ کے شوہر نے اگرچہ آپ کو گھر کا مالک بنا رکھا تھا، اس کے باوجود جب گھر میں موسمی پھل اور باہر سے تحفے آتے تو جب تک آپ کے خاوند صاف صاف اجازت نہ دے دیتے تب تک وہ ان چیزوں کو بھانجوں بھتیجوں کو تو کیا اپنی اولاد تک کو بھی دینا گناہ اور ناجائز سمجھتی تھیں۔ (سوانح مفکر اسلام ابو الحسن علی ندویؒ)

جامعہ مدنیہ جدید کے واجبی ماہانہ تخمینی اخراجات

اہلِ اسلام جانتے ہیں کہ دین اسلام کی اشاعت میں دینی مدارس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ان ہی مدارس میں انبیاء کرام کے وارث تیار ہوتے ہیں ان کی ضروریات کا پورا کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے ان ہی مدارس میں شارع رائیونڈ پر واقع ''جامعہ مدنیہ جدید'' ایک بہت بڑی دینی درسگاہ ہے جس کا فیض اندرون و بیرون ملک ہر جگہ عام ہے لہٰذا تمام اہلِ ثروت و مخلص مسلمانوں سے جامعہ کے ساتھ بھرپور تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

مطبخ		32,50,000
تنخواہیں		16,80,000
بل بجلی		3,15,000
تعمیراتی بحالیات		2,50,000
متفرق اخراجات		2,00,000
بل گیس		1,35,000
نشرواشاعت		60,000
کتب برائے طلباء		40,000
کل		59,30,000

نوٹ : زیرِ تعمیر مسجد حامد ، دارالقرآن ، دارالحدیث ، دارالاقامہ ، کتب خانہ اساتذہ کی رہائشگاہیں اور جامعہ کے دیگر اہم تعمیراتی اور ترقیاتی اخراجات کی مد میں چندے کی آمد نہ ہونے کے برابر ہے جس پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ اور دعائیں درکار ہیں !

انتظامیہ : جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد ۱۹ رکلومیٹر شارع رائیونڈ لاہور

0333 - 4249301 - 0323 - 4249302

اخبار الجامعہ

۳؍مئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب، بھائی عتیق انور صاحب کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ میں حج تربیتی کورس میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامعہ اشرفیہ کے مہتمم، نائب مہتمم مولانا اسد عبید صاحب و مولانا زبیر حسن صاحب سے ملاقات کی۔

۴؍مئی کو فاضلِ جامعہ مولانا سلیم صاحب، چودھری رانا عبد الحفیظ صاحب و رانا ارشاد صاحب کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے خانقاہ حامدیہ میں ملاقات کی

۷؍مئی کو جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم اور قرآن بورڈ کے چیرمین مولانا زبیر حسن صاحب میاں زبیر صاحب اور عماد عتیق صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کے نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی، خانقاہ حامدیہ میں کھانا تناول فرمایا بعدازاں واپس تشریف لے گئے۔

۸؍مئی کو فاضلِ جامعہ مولانا سلیم صاحب، مولانا عدیل صاحب اور مولانا عبد الرحمٰن صاحب پھولنگر سے تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی اور خانقاہ حامدیہ میں کھانا تناول فرمایا بعدازاں واپس تشریف لے گئے۔

۱۳؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جامعہ عبد اللہ بن عمرؓ کے مہتمم حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی اور خانقاہ حامدیہ میں کھانا تناول فرمایا۔

۱۵؍مئی کو مولانا عکاشہ میاں صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم و قرآن بورڈ کے چیئرمین مولانا زبیر حسن صاحب اور جناب عتیق انور صاحب کے صاحبزادے جناب حماد صاحب اور میاں زبیر صاحب سے بھی ملاقات کی۔

۱۷؍مئی کو پھول نگر سے رانا محمد جاوید صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی، بعدازاں واپس تشریف لے گئے۔

☆ ۲۵؍مئی کو مولانا عکاشہ میاں صاحب ٹبہ پاجیاں کے چودھری رشید صاحب کی خالہ و حافظ ارشاد صاحب کی ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔

وفیات

موت العالِم موت العالَم

✡ ✡ ✡

☆ ۱۷رذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ/ ۵رمئی ۲۰۲۶ء بروز منگل دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ اور جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث ، جمعیۃ علماء اسلام ضلع چارسدہ کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نامعلوم افراد کے ہاتھوں شہید کردیے گئے ،آپ جمعیۃ کے صوبائی سرپرستِ اعلیٰ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، آپ خیبر پختونخوا اسمبلی کے سابق رکن اور ڈپٹی سپیکر ، اطلاعات کمیٹی کے سابق چیئرمین اور نفاذِ شریعت کونسل کے سابق رکن بھی رہے، اللہ تعالیٰ آپ کی علمی و دینی نیز ملی وسیاسی خدمات کو قبول فرمائے ، آپ کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت اور سنت نبوی کے فروغ کے لیے وقف رہی اللہ تعالیٰ آپ کے تلامذہ، متعلقین اور تمام وابستگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے ،آمین ۔

☆ ۱۳رذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ/ یکم مئی ۲۰۲۶ء بروز جمعہ مہتمم مدرسہ احیاء العلوم شیرا کوٹ لاہور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب نیازی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے ،آمین ۔

☆ ۲۴رمئی کو ٹبہ پاجیاں کے چودھری رشید صاحب کی خالہ و حافظ ارشاد صاحب کی ہمشیرہ وفات پا گئیں

☆ ۳۰رمئی کو بانی جامعہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے داماد، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کی بڑی ہمشیرہ مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئیں ۔

☆ تاخیر سے موصولہ اطلاع کے مطابق ماہنامہ انوار مدینہ کے سابق کاتب اور بھائی محمد صفدر صاحب خوشنویس طویل علالت کے بعد وفات پا گئے ،آپ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے شاگرد تھے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین ۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ،آمین ۔

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249301
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org